اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝ (سورہ نور، آیت ۳۴)

فیضانِ کمالیہ

زیرِسایہ

محبوب الاولیاء میاں مقبول محی الدین گیلانی دامت برکاتہم العالیہ
سجادہ نشین کھتیل شریف (انڈیا) دربارِ عالیہ قادریہ ڈیرہ غازی خاں

مرتب وتحقیق

عدیم افتخار لاہوری قادری

باہتمام: عدیم افتخار لاہوری قادری

تبرکاتِ بزرگانِ کیتھل شریف، دربار عالیہ قادریہ ڈیرہ غازیخاں



حضور نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک



کُلاہ مبارک حضرت شاہ کمال قادری کیتھلیؒ



دستہ مبارک حضرت شاہ سکندر محبوب الٰہیؒ



समारोह

सालाना उर्स मुबारक

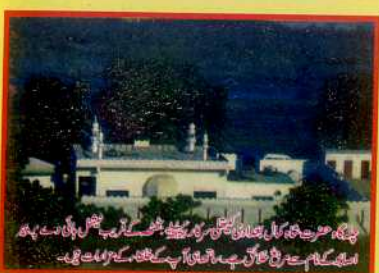
हज़रत बाबा शाह कमाल कादरी

तारीख़ : 28 , 29 , 30 मार्च ,200

मक़ाम

कैथल (हरियाना)

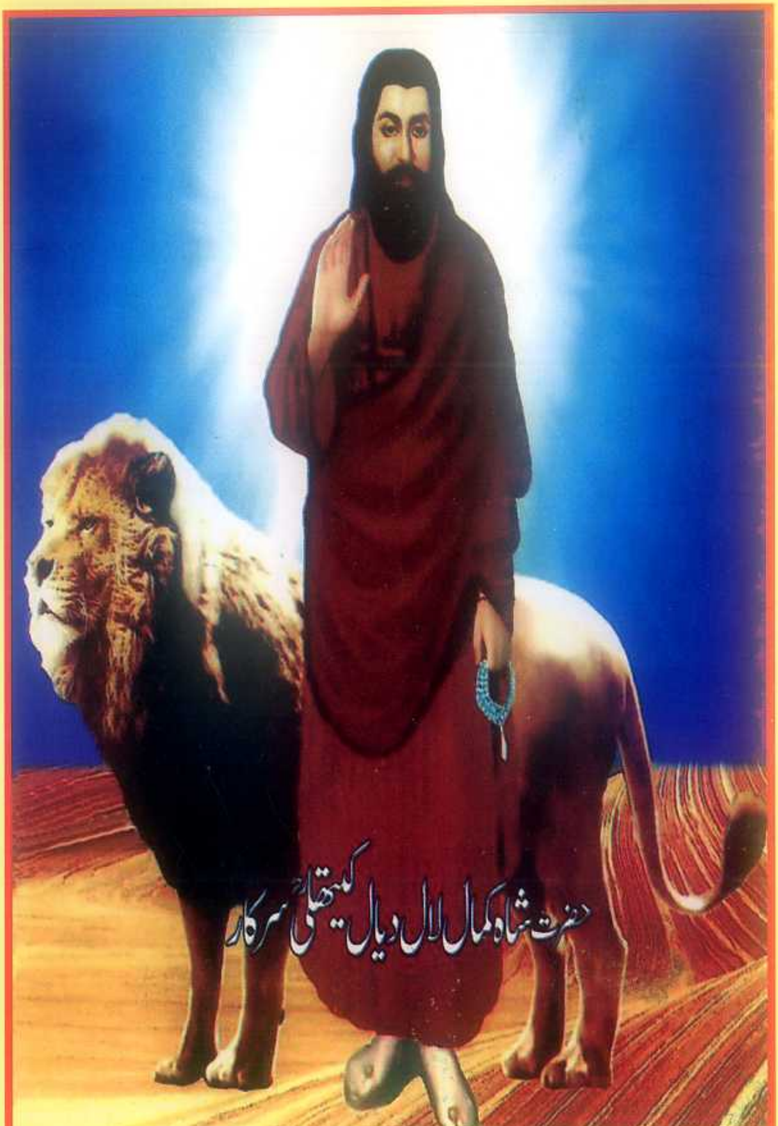
भारत





تالاب کے مغربی کنارے سے مزارات عالیہ کا ایک منظر

حضرت شاہ کمال لال دیاں کیتھلیؒ سرکار



اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ○ (سورہ نور، آیت ۳۴)

فیضانِ کمالیہ

زیرِسایہ

محبوب الاولیاء میاں مقبول محی الدین گیلانی دامت برکاتہم العالیہ
سجادہ نشین کیتھل شریف (انڈیا) دربارِ عالیہ قادریہ ڈیرہ غازی خاں

مرتب و تحقیق

عدیم افتخار لاہوری قادری

باہتمام: عدیم افتخار لاہوری قادری

وجہِ تالیف

یہ احقر اکثر بزرگوں کے مزارات پر حاضری دیتا رہا ہے۔موجودہ وقت میں نئی معلومات کا اضافہ ضروری تھا۔تجدیدِ نظر اور مناسب اضافوں کے ساتھ پرانے بزرگوں کے تذکرے کو مرتب کیا گیا ہے۔قدیم وجدید تذکروں کی ورق گردانی اور بذاتِ خود جا کر اُن کے مدفن کو دیکھا جن بزرگوں کے صرف نام اور بزرگی سے اہلِ لاہور تو واقف ہیں مگر اُن کے مقتدر خاندانوں کا کسی کو کچھ پتہ نہیں۔میاں سید مقبول محی الدین گیلانی سجادہ نشین کیتھل شریف انڈیا و دربارِ قادریہ ڈیرہ غازی خاں نے میری اس تجویز کو بے حد پسند کیا۔اُمید ہے اہلِ طریقت اس کے مطالعہ سے محظوظ ہوں گے۔

سلسلۂ قادریہ کے بزرگ گو امرا و سلاطین سے دور رہنا پسند کرتے تھے لیکن اس وقت کے حالات پر بھی نظر رکھتے تھے۔قرآن و سنت سے دوری کی بنا پر دین الٰہی کی وجہ سے جو بگاڑ پیدا ہو چکا تھا اُس کی اصلاح کا کام جاری رکھا۔انہوں نے اتباعِ سنت کی تحریک چلا کر لوگوں کو پھر راغب کیا۔اہلِ اللہ ہمیشہ دل کی دنیا ہی بدلتے ہیں۔حضرت شاہ سکندر قدس سرہٗ نے اپنی توجہ کا مرکز انسانی نفس اور دل کو بنایا کیونکہ نفس اور دل کی اصلاح کا سارا دارومدار دل پر ہے۔اگر یہ ٹھیک ہیں تو نیکی کی قوتیں حرکت میں آتی ہیں۔آدمی دل کے بگاڑ سے ہی بگڑتا ہے۔حضرت شاہ سکندر رؤس الاولیاء محبوبِ الٰہی کی نگاہ میں قدرت نے وہ تاثیر بخشی تھی کہ جس پر نگاہِ باطنی پڑ جاتی اُس کی کایا پلٹ جاتی۔اس حوالہ سے بزرگانِ کیتھل اور ان کے خلفاء نے اتباعِ سنت کی تحریک چلا کر قابلِ قدر کام کیا۔

واقعہ:

حضرت طبعاً سلاطین اور امرا سے گریز کرتے تھے۔ایک دفعہ حاکم سامانہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ قربِ الٰہی کیسے حاصل ہوتا ہے؟ تو آپ نے

فرمایا، آپ ہم فقیروں سے خدا کی پناہ طلب کرتے ہیں اور ہم فقراء اہلِ دنیا سے حق تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

ایک مرتبہ شہر سے باہر جنگل میں مصروفِ عبادت تھے۔ رات کے اندھیرے چار چور راستہ بھٹک کر جنگل میں آ نکلے۔ انہوں نے آپ سے راستہ پوچھا۔ آپ نے اُن پر نظر ڈالی اور وہ آپ کے قدموں پر گر پڑے۔ تائب ہو کر وہ زاہد و پارسا بن گئے یا دوسرے لفظوں میں وہ ولی بن گئے۔ آپ کے ہاتھ پر ہزاروں بُت پرست، جادوگر، جوگی، حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اُچ شریف (سید عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ)، شیر گڑھ (سید داؤد بندگی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ)، قبولہ شریف (حضرت شاہ موسیٰ ابوالمکارم رحمۃ اللہ علیہ)، حضرت نعمت اللہ شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ کمال کیتھلی اور حضرت شاہ محبوب الٰہی اور اُن کے خلفاء کرام معروف تھے۔ جس وقت الحاد و بے دینی اور بدعتوں کو فروغ ہو رہا تھا۔ یہ قادری اور نقشبندی بزرگ بحکمِ الٰہی چراغِ ہدایت جلا کر اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے لیکن اس الحاد اور بے دینی کے طلسم کو ایک مردِ جلیل عظیم ہستی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ اس وقت برصغیر پاک و ہند میں جتنی قادری، مجددی، حسینی، طاہری اور فاضلی خانقاہیں اُن کے رشتہ و ارادت کی ڈور آپ کے توسط سے ہی مرکزی سرے تک پہنچتی ہیں۔

احقر عدیم افتخار لاہوری قادری

منقبت

کبیرالاولیاء عالی مقام ہے تیرا
جہاں میں زندہ جاوید نام ہے تیرا
خدا نے شاہی تجھے لازوال بخشی ہے
کہ ملک ملک بقائے دوام ہے تیرا
بلند نام ہے کیتھل کا تیرے نام کے ساتھ
کہ شہرہ ہند سے تا ملک شام ہے تیرا
تیرے ہی فیض کے جلوے ہیں جانب سرہند
تجھے سے شہر منور تمام ہے تیرا
کمال والے کرامت کا تیری کیا کہنا
کہ روضۂ مرجع ہر خاص و عام ہے تیرا
تیری وفا کا ہے جلوہ تیرا علی احمد
اسی سے پر تو یہ ہم پہ مدام ہے تیرا
ذرا توجہ اس ارشاؔد پر بھی ہو جائے
فریب دہر پہ مائل غلام ہے تیرا
(ارشاؔد دہلوی)

جگمگا اُٹھتے ہیں سینے، جھلملا اٹھتے ہیں دل
وہ ضیائے باطنی ہے، کیتھلی سرکار کی
سینۂ شیخ سرہندی میں جلے جس سے چراغ
وہ بھی تعلیم خودی ہے کیتھلی سرکار کی
(احساؔن دانش)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

برصغیر میں صوفیاء کے تمام سلاسل دراصل دعوت الا اللہ کی تحریکیں تھیں۔ یہ لوگ حُسن کردار کی دولت اور کتاب وسنت کے چراغ لے کر اُٹھے اور برصغیر کے گوشے گوشے کو منور کر دیا۔ دیکھتے دیکھتے کفرستان ہند کے ہر قریہ وشہر میں نغمۂ توحید گونجنے لگا۔ علماء ظاہر کے مقابلہ میں علمائے ربانی یعنی صوفیاء کرام کی مقبولیت کے اسباب میں اُن کی اعتدال پسندی، وسیع نظری، شفقت عامہ اور پوری انسانیت کی خیر خواہی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ یہ صوفیاء اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت کے مظہر رحمت اللعالمین کی شانِ رحمت کے وارث ہوتے ہیں۔ جو قوم، مذہب اور خطے کی حد بندیوں سے بالاتر ہیں۔

ایک معروف صوفی دانشور نے کہیں ایک خوبصورت تمثیل لکھی تھی کہ سورج سے کسی نے اس کے مذہب کا پوچھا۔ وہ خاموش رہا اور مسکراتا رہا۔ سوال کرنے والے نے دوبارہ دہرایا تو سورج نے کہا، آنکھ ملا کر بات کرو اس نے کہا تم سے کون آنکھ ملائے، تم تابناک ہو۔ سورج نے کہا تم خود سوچو میرا مذہب کیا ہے۔ وہ سوچ میں گم ہو گیا آواز آئی، نادان! سورج کا مذہب روشنی ہے سب کے لئے یکساں، رنگ ونسل کی تفریق سے ماوراء، ملکوں اور خطوں کی تقسیم سے آزاد، شکر گزاری کی خواہش سے بے نیاز۔ تبھی تو ہر ملک اور ہر خطے میں اس کا انتظار ہوتا ہے اور ہر مذہب وملت کے لوگ اسے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

سورج کی طرح صوفیاء کرام کی محبت وشفقت کے دائرے میں بھی پوری انسانیت داخل تھی وہ خیر خواہی، خدمت خلق اور شفقت ومحبت میں کسی سے بخل نہ کرتے تھے۔ ان کے دروازے ہر مسلک اور مذہب کے لئے کھلے رہتے تھے۔ لنگر کے نگران اوران کے آستانے (خانقاہوں) کے تمام منتظمین سے کہہ دیا جاتا تھا کہ ”کسے راز از مذہب وملت

اور نہ پرسید" یہاں آنے والے کسی شخص کو اس کے مذہب وملت کے بارے میں سوال نہ کیا جائے۔ جو بھی بلا تمیز و امتیاز لنگر سے کھانا کھائے اور بلا خوف و خطر یہاں رہے۔ بلکہ وہ خود رحمت دوعالم ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے غیر مسلموں کے ہاں آنے جانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک آدھ روایات ایسی ملتی ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اہل تصوف وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدائے بزرگ و برتر کو تمام چیزوں پر ترجیح دی ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام چیزوں پر فوقیت بخشی۔ صوفی کی مثال زمین کی سی ہے۔ جس پر نیک و بد سبھی طرح کے لوگ چلتے پھرتے ہیں۔ وہ بادلوں کی طرح ہیں جو اپنا سایہ ہر ایک چیز پر یکساں ڈالتے ہیں۔ بارش کی مانند ہیں جو ہر چیز کو یکساں سیراب کرتے ہیں اور سورج کی طرح ہے جو ہر ذرے کو روشن کرتا ہے۔

سجادہ نشین کیتھل شریف (انڈیا) و دربارِ عالیہ قادریہ ڈیرہ غازی خاں
سید مقبول محی الدین گیلانی دامت برکاتہم العالیہ

التجائے استمداد بہ حضور مرشد

سید مقبول محی الدین گیلانی سرکار مدظلہ العالی

مقبول محی الدین سرکار! کرم کیجئے
امداد ہے بندے کو درکار! کرم کیجئے

میں آپ کا ہوں بندہ اور خود سے ہوں شرمندہ ہیں خواہشیں آلودہ اور سوچیں پراگندہ
سارے ہیں تباہی کے آثار! کرم کیجئے
امداد ہے بندے کو درکار، کرم کیجئے مقبول محی الدین سرکار! کرم کیجئے

کیا خوب دو رنگی کا حامل ہے مرا دل بھی ہے فقر پہ مائل بھی اور حرص سے گھائل بھی
یہ سالکِ وحدت کے اطوار! کرم کیجئے
امداد ہے بندے کو درکار، کرم کیجئے مقبول محی الدین سرکار! کرم کیجئے

نیت کہ نگاہوں میں چڑھ جاؤں میں مرشد کی اذکار و وظائف میں لگتا ہے مرا جی بھی
ہے نفس مگر میرا فن کار، کرم کیجئے
امداد ہے بندے کو درکار، کرم کیجئے مقبول محی الدین سرکار! کرم کیجئے

لمبی ہے مسافت بھی اور عمر بھی تھوڑی ہے امید، عقیدت نے بس آپ سے جوڑی ہے
ہے آپ کے ہاتھوں میں پتوار، کرم کیجئے
امداد ہے بندے کو درکار، کرم کیجئے مقبول محی الدین سرکار! کرم کیجئے

ایمان۔ یدِ مرشد ہی دستِ الٰہی ہے ایقان۔ اسی دستِ قدرت میں خدائی ہے
ہے آپ کو آقا! کیا دشوار، کرم کیجئے
امداد ہے بندے کو درکار، کرم کیجئے مقبول محی الدین سرکار! کرم کیجئے

دنیا نہ مجھے دیجئے، عقبیٰ نہ مجھے دیجئے بس اتنا کرم کیجئے، دنیا سے چھڑا لیجئے
اور آپنا بنا لیجئے سرکار! کرم کیجئے
امداد ہے بندے کو درکار، کرم کیجئے مقبول محی الدین سرکار! کرم کیجئے

پروفیسر حبیب ارشد

(حیدر آباد، سندھ) 3 جولائی 2011ء

فیضانِ کمالیہ

سید مقبول احمد محی الدین گیلانی دامت برکاتہم العالیہ

(لقب میاں سرکار)

سید مقبول محی الدین لقب میاں سرکار 23 محرم بمطابق 13 مئی 1934ء بروز اتوار کو کیتھل ضلع کرنال میں پیدا ہوئے۔ آپ برصغیر پاک و ہند کے ایک عظیم روحانی سلسلہ قادریہ کمالیہ کے نامور بزرگ حضرت شیخ الآفاق شاہ کمال کیتھلی کے خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کے والد حضرت مخدوم سید علی احمد شاہ قادری عصر حاضر کے مشائخ عظام میں انتہائی برگزیدہ بزرگ اور فقر و تصوف کے مرد میدان تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب پیران پیر محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے جا ملتا ہے۔ مخدوم سید علی احمد شاہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ پیدائشی ولی تھے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان تشریف لائے۔ 23 رجب 1382ھ 21 دسمبر 1962ء میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک ڈیرہ غازی خان میں سرچشمہ فیض و برکات ہے اور دربار قادریہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے عقیدت مندوں کا سلسلہ پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔

چنانچہ میاں سرکار نے مذہبی گھرانے میں پرورش پائی ابتدائی دینی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ اسلامیہ کالج لاہور سے ایف-اے تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ ادیب اور فاضل کے امتحانات پاس کیے۔ آپ اپنی دینی و ملی خدمات کی بنا پر اہل بینش و دانش کے حلقوں میں نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ کشادہ دل اور علم دوست ہیں۔ درد مند دل رکھتے ہیں۔ جس میں ملت اسلامیہ کی سربلندی و بہبود کی آرزوئیں آپ کی سب سے بڑی تمنائیں ہیں آپ کے نزدیک معاشرے کی موجودہ خرابیوں کا سبب خدا اور آخرت سے بے نیازی اور رسول پاک ﷺ کی محبت اور تعلیمات سے روگردانی ہے۔ آپ حضرت شیخ الآفاق شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے تیرہویں سجادہ نشین ہیں۔ میاں مقبول سرکار کے والد محترم اکثر فرمایا کرتے تھے ''یہی ہماری چابی ہے''۔ 21 جنوری 1963ء کو میاں

سرکار کی دستار بندی ہوئی بڑے بھائی خورشید محی الدین نے دستار باندھی۔ حق بحق دار رسید۔ یہ بڑے بھائی کا ایثار تھا ورنہ گدیوں پر آجکل لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں ان کے لئے بڑی عمدہ مثال ہے۔

(دستار بندی کے موقع پر)

میاں مقبولِ مقبولِ نظر ہے
گنہگاروں کی اُمید سحر ہے!
جمالِ غوثِ اعظم نور یزداں!
علی المرتضیٰؓ کی سپر ہے
گل خوش رنگ گلزارِ کمالی
دعائے شاہ سکندر کا ثمر ہے
شہہ عبدالعلی کی نور جاں ہے
علی احمد کا یہ لخت جگر ہے!
عبث ہے ان سے ذکرِ حال احسان
ہمارے حال کی ان کو خبر ہے

(احسان کیتھلی)

شاہ علی احمد کا ہو جن کے سروں پہ سایہ
کیوں نہ مقبول دو عالم میں وہ اعلیٰ ہو جا

(قاضی ظفر)

اب ڈیرہ غازی خان میں جمے گی محفل عرفان والوں کی
اب وارث فقر و درویشی مقبول محی الدین ہوئے
جو فیض تھا جاری کیتھل میں جاری وہ رہے گا ڈیرہ میں!
جو لمحے غم کے طاری تھے وہ لمحے اب دو تین ہوئے

(شہاب دہلوی)

میاں سرکار کی محفل میں اہل قلم ، دانشور، اساتذہ، وکلا، صحافی اور شعراء موجود رہتے ہیں آپ کی شخصیت ہر مکتب فکر کے لوگوں کے لیے قابل صد احترام ہے ظاہری جبہ و دستار سے اپنے آپ کو بے نیاز رکھا ہوا ہے آپ کے حسن خلق کی وجہ سے حاجت مندوں اور ملاقاتیوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ میاں سرکار کے تین صاحبزادے سید فریدوں کمال، سید جنید کمال اور سید احمد کمال اعلیٰ تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ سید فریدوں کمال ملازمت کے سلسلے میں بیرون ملک مقیم ہیں۔

ڈاکٹر جنید کمال طبیب روحانی بھی ہیں اور امراض ظاہری کے معالج بھی ہیں سید احمد کمال لقب عرشی میاں کثیر المطالعہ، سخنِ فہم اور شعری ذوق رکھتے ہیں۔

سید جنید کمال اور سید احمد کمال خاکسار پہ خاص شفقت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صاحبزادگان کو اپنے نامور بزرگوں کے نقش قدم پر چلائے اور اپنے بزرگوں کی مانند اسلام کی خدمت کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

میاں سرکار کے ہیں تین لعل
پہلے فریدوں کمال، دوسرے جنید کمال اور تیسرے احمد کمال
میاں فریدوں کمال پیکر ہے حسنِ کمال
میاں جنید طبیبِ جسمانی و روحانی ہے جوہر کمال
میاں احمد کمال فکر و فن میں ہے فیضانِ کمال
ذاتِ حق نے بخشا ہے تینوں کو سرمایہ کمال

آپ کے ہونہار پوتے جواں سال سید زین العابدین اسم با مسمٰی نظر آتے ہیں۔ صاحبزادے صاحب کی پیشانی پر عام بچوں سے جداگانہ فقر و درویشی کے آثار ابھی سے دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کے کم عمر پوتوں میں حمزہ محی الدین، رومی محی الدین، عماد العارفین، ریان سکندر اور علی احمد گلشن جیلاں کے یہ مہکتے پھول سدا بہار ہیں۔

اس احقر کی بیعت حضرت میاں میر کی روحانی توجہ سے میاں مقبول سرکار سے ہوئی۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفرین کا رکشا کارساز

ملاقاتیں:

حکیم محمد موسیٰ امرتسری کا مطب جو کہ ریلوے روڈ پر مرجع خاص و عام تھا۔ حکیم صاحب شب زندہ دار زاہد و عابد انسان تھے۔ حکیم صاحب سے پہلی ملاقات مورخِ لاہور محمد دین کلیم کے ذریعے ان کے مطب پر ہوئی پھر یہ سلسلہ جاری رہا۔ محمد دین کلیم میاں صاحب سرکار سے بیعت بھی رکھتے تھے۔ حکیم صاحب علم و فضل میں ایک مقام رکھتے تھے۔ سکالر اور دانشور اصحاب ان سے آ کر ضرور ملتے تھے اور اپنی ریسرچ کے بارے میں معلومات لیتے تھے۔

یہاں پر میاں زبیر احمد صاحب، ریاض ہمایوں صاحب، پیر حسن شاہ صاحب، اقبال مجددی صاحب کے علاوہ اقبال اختر فاروقی اور بہت سے اہل علم حضرات سے گفتگو کا موقع ملتا تھا۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی بڑی نیاز مندان محبت سے میاں صاحب سے ملا کرتے تھے۔ عابد نظامی صاحب کی شخصیت اردو نعت گوئی میں خوش کن اضافہ ہے۔ ان کا کلام ان کے دل کی آواز ہے جو پڑھنے والے کے دل پر اثر کرتی ہے۔ میاں صاحب یہاں کے علماء و مشائخ سے بھی ملا کرتے تھے۔

عابد نظامی صاحب کا ایک شعر میاں صاحب کو بہت پسند ہے۔

رہے حیات میں چاروں طرف اندھیرا ہے
چلو تو مشعلِ عشقِ رسول لے کر چلو

سیرو فی الارض اور مشائخِ عظام:

مسلم صوفیائے کرام اور مشائخ عظام میں سے کئی ایک اکابر ہستیوں نے قرآنی سبق سیــروفــی الارض کے پیش نظر دنیا کے بہت سے خطوں اور ممالک کی سیاحت کی اور "فانظروا کیف کان عاقبة للمتقین" کو عملی جامع پہنایا مشائخِ کرام کی اس سیاحت کا ایک مقصد جہاں دوسرے اکابر علماء اور مشائخ سے استفادہ کرنا تھا، وہیں سب سے بڑھ کر ہر خطے کے لوگوں کو دعوت اسلام دینا اور پیغام توحید و رسالت پہنچانا بھی ان کے اس عظیم سفری مشن کا حصہ تھا۔

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، بانی سلسلہ سہروردیہ اپنی تصنیف "عوارف الامعارف" میں مشائخ کے سفر و سیاحت و قیام کے مقاصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مشائخ عظام اپنا تزکیہ نفس اور اپنی روحانی اصلاحات سفر کے ذریعے کرتے ہیں۔انہیں بزرگوں میں سے ایک کا مقولہ ہے کہ تم کوشش کرو کہ ہر رات تم ایک نئی مسجد اور ایک نئے شہر میں مہماں بنو۔حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ایسے مسافر طبقہ سے تعلق تھا جو کسی شہر میں کبھی چالیس دن سے زیادہ قیام نہ کرتے تھے۔ان کا خیال تھا کہ اگر وہ کسی جگہ چالیس دن سے زیادہ عرصہ تک قیام پذیر رہے تو ان کے توکل میں خلل آ جائے گا۔کیونکہ اس عرصہ میں لوگ انہیں اچھی طرح پہچان جائیں گے۔وہ اپنی شناخت یا شہرت کو پسند نہیں کرتے تھے کہ کہیں لوگ ان کے مقام و مرتبہ سے واقف نہ ہو جائیں۔

حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ خدا کے ہاں سب سے زیادہ محبوب بندے مسافر ہیں"۔جب صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ مسافر کون لوگ ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مسافر وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو بچانے کے لئے گھومتے پھرتے ہیں، وہ سب قیامت کے دن حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے پاس اکٹھے ہوں گے"۔

جن مشائخ عظام نے سیــروفــی الارض پر عمل پیرا ہو کر بہت سیر و سیاحت فرمائی

اور تمام ممالک اسلامی میں گھوم پھر کر علماء عظام اور صوفیاء کرام سے فیوض و برکات حاصل کئے اور تبلیغ دین کا فریضہ بطریق احسن ادا کیا ان میں برصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والا ایک نام حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ جہاں گشت کا ہے۔ ان کے بارے میں حضرت جہانگیر اشرف کا بیان ہے کہ بہت سے اولیاء اللہ نے معارف وحقائق کی تلاش میں دنیا کی سیاحت کی ہے، لیکن حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ جہاں گشت جتنی طویل سیاحت شاید کسی اور نے کی ہو۔ اس سیاحت کے دوران ملنے والے درویشوں میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جس سے انہوں نے استفادہ نہ کیا ہو۔ انہوں نے مصر، شام، لبنان، یمن، بلخ، بخارا، خراسان اور دیگر بلادِ اسلامیہ کے ساتھ ساتھ قسطنطنیہ جیسے قدیم مرکز کی سیاحت بھی کی اور ایک طویل عرصہ تک حرمین شریفین میں بھی قیام پذیر رہے۔ ان کا یہ سفر عالم کم از کم دس بارہ سال پر محیط ہے۔ حضرت مخدوم صاحب نے زمینی سفر کے ساتھ ساتھ روحانی سفر بھی کیے۔

سیروفی الارض کی تفسیر میں برصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والی جس دوسری عظیم المرتبت شخصیت کا نام سرفہرست ہے، وہ ہیں حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ آپ برصغیر آمد سے پہلے ایک طویل عرصہ تک انسانی دنیا کے بڑے بڑے شہروں اور چھوٹے چھوٹے قریوں کی سیاحت میں مشغول رہے نہ صرف آپ نے انسانی آبادیوں کی سیاحت کی بلکہ آپ جنگلوں اور صحراؤں میں بھی گھومتے پھرتے رہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ "مبدا معاد" میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان ایام میں آپ جذب کی حالت میں شب و روز جنگلوں اور بیابانوں میں رہا کرتے تھے۔ کئی کئی ماہ تک خورد و نوش کی پرواہ بھی نہیں رہتی تھی، کبھی ایسا ہوتا کہ لق دق صحرا میں آپ کو ایک دم ایک آباد شہر نظر آتا وہاں کا کوئی باشندہ آپ کے روبرو کھانے پینے کی اشیاء رکھ جاتا اور پھر چشم زدن میں وہ شہر نگاہوں سے غائب ہو جاتا تھا۔ آپ کبھی سمرقند و بخارا اور کبھی تاشقند کے سرسبز میدانوں میں اور کبھی وسطی عرب کے ریزگاروں میں پہنچے تو کبھی بلادِ روم و شام اور کبھی بحر خضر اور بحر ظلمات کے ساحلوں پر گھومتے پھرتے آپ نے جزیرہ قبرص کی بھی سیاحت کی۔ آپ کی قلبی بے قراری آپ کو کبھی مصر و

طرابلس کے شہروں اور بیابانوں میں تسکین کا ساماں کرنے کے لئے لے گئی۔ سچ تو یہ ہے کہ اس بات کی کسی کو خبر نہیں کہ اس سیر وسیاحت سے آپ کی کیا مراد تھی اور آپ کس کی تلاش و جستجو میں سیاحت فی الارض میں یوں محو رہے۔ یہ تو وہ جانے جو سرگرم جستجو ہو یا وہ جس کی جستجو کی جا رہی ہو مشائخ کی سیر وسیاحت کے مقاصد میں مختلف رنگوں میں مظاہر فطرت کا مطالعہ بھی شامل ہوتا تھا۔ قبرص میں آپ کی فیض یافتہ بی بی عائشہ رحمۃ اللہ علیہا کا مزار مرجعِ خلائق ہے۔

مضمون: شیخ الآفاق حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ:

تحریر: میاں محمد دین کلیم قادری مؤرخ لاہور

برصغیر پاک و ہند میں جن اولیائے کرام نے علم وعرفان کی شمعیں روشن کیں ان میں ملک العشاق شیخ الآفاق حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کا شمار انہی پاکیزہ ہستیوں میں ہوتا ہے۔ آپ دین حق کی اشاعت میں طرح طرح کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے دور دراز ملکوں میں حق کا پیغام لے کر پہنچے اور ظلمت اور گمراہی کی تاریکیوں میں گم کردہ راہ انسانیت کو رشد و ہدایت کا راستہ دکھایا۔ آپ بغداد سے ابراہیم لودھی کے آخری عہد میں ہندوستان تشریف لائے اور مختلف جگہوں یعنی بلوچستان، سندھ اور پنجاب کے مختلف شہروں کو آپ وحدت سے سیراب کرتے ہوئے ہمایوں کے آخری عہد میں گیتا کی سرزمین پر کیتھل پہنچے۔ یہ خطہ کفر الحاد کا مرکز تھا۔ تبلیغ اسلام کی خاطر آپ نے مہابھارت کے علاقے کو پسند فرمایا اور ہنومان کی جائے ولادت ایک عظیم مندر کے بالمقابل ہمایوں کے باغ میں قیام فرمایا۔ آپ نے یہاں توحید کی شمع روشن کی اور ایک خانقاہ کی بنیاد رکھ کر دینی اور روحانی تعلیم کا اہتمام کیا۔ تشنگان علم وعرفان دور دور سے آ کر فیضیاب ہوئے۔ آپ کے فیض نظر سے ہندوستان میں روحانیت کے سرچشمے پھوٹے۔ چنانچہ شیخ عبدالاحد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ والد ماجد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ اللہ داد رہتاسی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ محمد یوسف غوث بکھری رحمۃ اللہ علیہ، ملا سید محمد مدرس سندھی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محمد خان تاشقندی رحمۃ اللہ علیہ،

سید علی مشہدی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی عبدالرحمٰن دیپالپوری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ سالم برہان پوری رحمۃ اللہ علیہ، سید غیاث الدین لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، جلال الدین کھگہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، ترکی کے شیخ عبداللطیف خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ فضل فضولی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ سکندر محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ طاہر بندگی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ اسلام بہاری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ نور محمد پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور میراں شاہ غازی رام گڑھی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ فاضل الدین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگان عظام نے علم وعرفان کے اس مرکز سے فیض حاصل کر کے برصغیر اور دنیا کے گوشے گوشے میں روحانیت کی شمعیں جلائیں اور لاکھوں بندگان خدا کی ہدایت کا فریضہ جاری رکھا۔ دوران سفر ہندوستان میں آپ کے بہت سے جوگیوں کے ساتھ روحانی معرکے رہے۔ بالآخر یہ جوگی حقانیت اسلام کے قائل ہوئے۔

جن دنوں آپ کا گزر لدھیانہ میں ہوا ایک جوگی آپ کے بڑے الاؤ کے سامنے بیٹھا اپنی ریاضت میں مصروف تھا۔ آپ اس جوگی کو دیکھ کر وہاں ٹھہر گئے۔ کچھ دیر سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ اس جوگی نے ازراہِ تمسخر آپ سے کہا اسلام کی پیروی سے آپ نے کیا حاصل کیا؟ آپ نے جواباً فرمایا کہ تم نے جس آگ کی اب تک پوجا کی وہ میرے جسم کو نقصان نہیں پہنچا سکتی یہ کہہ کر آپ نے اپنا ہاتھ بھڑکتے ہوئے شعلوں پر رکھ دیا اسے اس پر بڑی حیرت ہوئی کہ انہیں ذرا بھی کوئی نقصان نہ ہوا۔ جوگی نے آپ کے حکم پر اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ پر رکھا وہ بھی آگ کی سوزش سے محفوظ رہا۔ بعدازاں آپ نے اپنا ہاتھ باہر نکالا اور جوگی سے کہا اب صرف اپنا ہاتھ رکھو۔ جوگی جو اپنی ریاضت پر نازاں تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ بے دھڑک جیسے ہی آگ میں رکھا فوراً ہی فضا میں اس کی چیخ اُبھری آگ سے بھڑکے شعلوں نے جوگی کے ہاتھ کو جھلسا کر رکھ دیا۔ بعدازاں وہ اور اس کے چیلے آپ کے دست حق پرست ایمان لے آئے۔ جب لوگوں کو آپ کی عظمت کا پتہ چلتا تو آپ ہمیشہ شہر تبدیل کر دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ آخر میں آپ کیتھل تشریف لائے اور پھر یہیں رشد وہدایت کا چراغ روشن کیا۔

حضرت میراں سید بھیک رحمۃ اللہ علیہ جب آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتے تو فرماتے کہ ''جو راحت اور فیضان کی شدت مجھے مخدوم علی احمد صابری کلیری کے آستانہ پر حاضری سے ہوتی ہے۔ وہی کیفیت یہاں بھی پاتا ہوں''۔

حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت شاہ عماد الدین اور حضرت شاہ موسیٰ ابوالکلام مجھ سے حقائق و معارف کی ایسی عجیب باتیں دریافت کرتے تھے کہ ان کا جواب مشکل سے بن پڑتا تھا۔

آپ نے اپنی روحانی تعلیمات اور کمالات باطنی سے ایک عالم کو منور فرمایا اور تمام سلاسل میں اس قادری خانوادے کا اثر غالب رہا۔ سرزمین کیتھل اور اس کے گرد و نواح میں آپ کے باطنی جلال کا اثر تھا کہ قادریہ سلسلے کے علاوہ کسی اور سلسلہ کو مقبولیت حاصل نہ ہوئی۔

آپ 28 جمادی الثانی 981ھ کو رحمت حق سے پیوست ہوئے۔ آپ کا مزار کیتھل شریف ضلع کرنال انڈیا میں مرجع خلائق ہے۔

شیخ الآفاق حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ:

(تحریر: شفیق بریلوی)

قادری، چشتی، سہروردی اور نقشبندی سلسلوں کے بزرگوں نے شریعت و طریقت کی برِ عظیم میں بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ بعض بزرگ وہ ہیں جو نسلاً اور مشرباً قادری ہیں۔ بعض وہ ہیں جو نسبت کے لحاظ سے نقشبندی، چشتی اور سہروردی ہیں مگر وہ سلسلۂ قادریت کے حامل ہیں۔ جیسے حضرت مخدوم علاؤ الدین صابری کلیری رحمۃ اللہ علیہ، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، گو روحانی طور پر یہ سب ایک ہیں۔ بزرگوں نے یہی سمجھایا کہ تمام اولیاء اللہ ایک جان ہیں۔ قالب مختلف سہی جو نسلاً مشرباً قادری ہیں۔ انہیں میں سے ایک شہرۂ آفاق بزرگ ملک العشاق حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں سلسلۂ قادریہ کے فروغ کی ابتداء حضرت شاہ محمد حسنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اوچوی سے ہوئی۔ گو اس سے پہلے حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1884ء کا نام سرفہرست ہے۔ پھر چمن قادریہ کی آبیاری روحانیت کے آفتاب حضرت شاہ کمال

کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں ہوئی۔ حضرت شاہ کمال لال دیال رحمۃ اللہ علیہ 895ء میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ آپ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے آٹھویں فرزند ابوعبدالرحمٰن عبداللہ کی نسل سے ہیں۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے۔ شاہ عمادالدین رحمۃ اللہ علیہ، شاہ موسیٰ ابوالمکارم رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ نورالدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پوتے لاثانی بزرگ حضرت شاہ سکندر محبوب الٰہی شاہ عماد الدین کے نورِ نظر تھے۔ ایک موقع پر جب کہ آپ پیران پیر کے روضۂ اقدس پر ریاضت میں مصروف تھے۔ حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شاہ کمال! تمہارا کام مکمل ہوگیا۔ اب تم ہندوستان جاؤ۔ وہاں تمہاری توجہ سے ایک شخص تیار ہوگا۔ جس سے ایک عالم منور ہوگا جن جن مقامات پر آپ کا گزر ہوا وہ مرکزِ انوار بن گئے۔ آپ نے اشاعتِ اسلام کے لئے ہزاروں میل کا سفر کیا۔ 928ھ میں مرشدِ کامل حضرت شاہ فضیل قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ایما پر برصغیر تشریف لائے۔ بلوچستان، سندھ اور پنجاب کے مختلف مقامات پر ٹھہرتے ہوئے ہمایوں کے عہد میں ہندو تہذیب و تمدن کے مرکزی مقام کیتھل ضلع کرنال (بھارت) میں سکونت پذیر ہوئے۔ کیتھل اس خونی قتل گاہ کا حصہ ہے جہاں ایشیاء کی سب سے بڑی جنگ مہابھارت لڑی گئی۔ یہ گیتا کی سرزمین ہے۔ اس کا ایک ایک ذرہ گیتا کی رزمیہ شاعری کا آئینہ دار ہے۔ اس کے شمال میں وہ ندی بہتی ہے۔ جسے سرسوتی یا سرستی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہی وہ ندی ہے جس کے کنارے قدیم آریاؤں نے آ کر ڈیرہ ڈالا۔ جو ہندو یہاں بستے ہیں اُن کے لئے گنگا اشنان غیر ضروری ہے۔ یہاں کا ہر تالاب گنگا ہی کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کے مشہور تیرتھ کوروکشتیر (تھانیسر) جو اصل میں کبھی تھان ایشور تھا۔ اس کے جنوب میں سواسو میل پر دہلی ہے اور شمال میں اتنے ہی فاصلے پر شملہ سپاٹو وغیرہ کی پہاڑیاں ہیں۔ مشرق کی جانب پانی پت، کرنال اور ترائن (تراوڑی) کے وہ شہر واقع ہیں۔ جہاں بارہا ہندوستان کی قسمت کے فیصلے تلوار کی نوک سے لکھے گئے۔ سلطان التمش کی بیٹی رضیہ سلطانہ جو عدل وانصاف، تدبر شجاعت، بہادری اور حسن و جمال میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی۔ کیتھل کے قریب باغی فوجوں سے نبرد آزما ہوئی۔ جہاں اب اس کا خستہ حال مقبرہ ہے۔ ابوالفضل کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں ایک پختہ قلعہ تھا۔ جس کی حفاظت

کے لئے دوسوسوار اور تین ہزار پیادے تعینات تھے۔اس شہر کا انتہائی خوبصورت تالاب بدھ کیار ہے۔جو سرسوتی ندی سے جاملتا ہے۔ہریانہ سرکار نے اس کو تفریح گاہ بنادیا ہے اور اسے سرکاری طور پر شاہ کمال پارک کے نام سے برقرار رکھا ہے۔غزنوی اور غوری فتوحات کے ساتھ ہی نفوسِ قدسیہ کی ایک جماعت جو سرتاپا رحمت ہی رحمت تھی، تشریف لائی تھی۔ مغلوں کے عہد تک خواجگان چشت، سہروردا اور مشائخ قادریہ کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم باطنی کا پہلا مکتب کیتھل ہی تھا۔آپ پر شروع میں جذب وجلال چھایا رہتا تھا۔اس واسطے کسی ایک جگہ نہیں ٹھہرتے تھے۔ہندوستان میں بھی آ کر ایک شہر سے دوسرے شہر جاتے رہتے تھے۔آپ نے بہت سیر وسیاحت کی تمام ممالک اسلامیہ گھوم پھر کر بہت سے نامور بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل کئے اور کئی مرتبہ حج کی سعادت بھی حاصل کی۔دورانِ سفر بہت سے جوگیوں کے ساتھ روحانی مقابلے ہوئے۔جن دنوں آپ کا گزر لاہور سے لدھیانہ ہوا۔ایک جوگی آگ کے بڑے الاؤ کے سامنے بیٹھا اپنی ریاضت میں مصروف تھا۔آپ اس جوگی کو دیکھ کر ٹھہر گئے۔کچھ دیر سوالوں، جواب کا سلسلہ جاری رہا۔اس جوگی نے ازراہِ تمسخر آپ سے کہا۔اسلام کی پیروی سے آپ نے کیا حاصل کیا۔آپ نے جواباً فرمایا کہ تم نے جس آگ کی پوجا کی ہے۔وہ میرے جسم کو نقصان نہیں پہنچا سکتی یہ کہہ کر اپنا ہاتھ بھڑکتے ہوئے شعلوں پر رکھ دیا۔اسے اس پر حیرت ہوئی کہ انہیں ذرا بھی ضرر نہیں پہنچا۔جوگی نے آپ کے حکم پر اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے باہر نکالا اور جوگی سے کہا کہ اب صرف اپنا ہاتھ رکھو۔جوگی اپنی ریاضت پہ نازاں تھا۔اس نے بے دھڑک جیسے ہی آگ میں دیا۔فوراً ہی فضاء میں اس کی چیخ اُبھری۔آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں نے جوگی کے ہاتھ کو جھلسا کر رکھ دیا۔بعد ازاں وہ آپ کے دستِ حق پرست ایمان لے آیا۔اسی زمانہ میں سیاحت کے دوران ایک مرتبہ، مالدیپ کے ایک جزیرے میں جا پہنچے۔وہاں کا راجہ آپ کی روحانیت سے متاثر ہو کر حلقۂ بگوش اسلام ہوا۔ 28 جمادی الثانی 981ھ آپ کی تاریخ وصال ہے۔(فوز وا کمالِ معرفت)

خاندانی روایت:

میاں سرکار نے خاکسار سے فرمایا کہ خاندانی ایک روایت کے مطابق شیخ الآفاق حضرت شاہ کمال کیتھلی کی عمر مبارک ''کمال ھو'' سے 102 برس بنتی ہے۔

جو اہلِ فقر شاہ کمالی کے ہیں مرید
پالے ہیں سب انہوں نے کبوتر کمال کے
(استاد ذوقؔ)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

''مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نورِ باطن سے دیکھتا ہے''

ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت آگرہ میں سید حامد کے ہاں مہمان تھے۔ وہاں آپ سے ملاقات کے لئے ابوالفضل، فیضی کے والد ملا مبارک حاضر ہو کر دعا کے طالب ہوئے۔ اُن دنوں مُلاں صاحب معاشی طور پر بے روزگار تھے۔ آپ نے فرمایا بادشاہوں کی قربت سے دور رہنا اور مددِ معاش کے لئے ان کے دروازے پر نہ جانا۔ درس و تدریس سے سروکار رکھنا۔ ملا مبارک نے اس نصیحت پر عمل نہ کیا۔ شاہی تقرب حاصل ہونے پر اکبر کو گمراہ کیا وہ تاریخ کا حصہ ہے۔

حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے چیدہ چیدہ واقعات:

ملتان کے قیام کے دوران آپ غوث بہاؤ الدین زکریا کے روضہ مبارک پر مشائخ کی محفل میں تشریف فرما تھے۔ ایک بزرگ کہنے لگے ابھی حال میں ایک گداگر سلطان شاہ محمود گجراتی کے راستے میں اڑ کر کھڑا ہو گیا اور کہا خزانہ سے کوئی رقم دے کر آگے جا۔ بادشاہ نے سوچا اگر یہ واقعی سچا فقیر ہے تو یہ ایسا کیوں کرتا۔ یہ طریقہ تو پیشہ ور فقیروں کا ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس فقیر کو زمین پر لٹا کر تمام لشکر اس پر سے گزارا جائے تا کہ اس کو اپنے کیے کی سزا ملے۔ ایسا ہی کیا گیا جب تمام لشکر اوپر سے گزر گیا تو تب فقیر کھڑا ہو گیا۔ بادشاہ گھبرا گیا فقیر سے معافی مانگنے لگا اور اشرفیوں کی ایک تھیلی اس کو پیش کی۔ وہ لے کر چلا

گیا۔ کیونکہ وہ محض گداگر تھا۔

مشائخ میں چرچا تھا یہی واقعہ صوفیاء کرام کے تذکرے کا موضوع باعثِ حیرت بنا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا وہ منگتا ہی تھا میری نظر اس وقت اُس پر پڑی اس نے بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کو پکارا۔ حضرت زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی روح پُرفتوح مجھ سے مخاطب ہوئی یا شاہ کمال تمہارے ہوتے ہوئے ایسا کیوں ہوا؟ میں نے سوچا یہ فقیری کے لباس میں ہے آج فقر کو داغ نہ لگے اس کی مدد کی اور اپنی کمر کو اس کی کمر پر رکھ کر تمام لشکر کو گزار دیا۔ اس وقت کے سجادہ نشین شیخ کبیرالدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی کمر دیکھ کر جو قدرے زخمی تھی، آپ کی کمر کو چوم لیا۔

اوائل میں آپ بحالت جذب شب و روز جنگلوں اور بیابانوں میں رہا کرتے تھے۔ ملفوظات مجددیہ سے منقول ہے کئی کئی ماہ تک خورد و نوش کی پروانہ ہوتی تھی۔ کسی نے غوث علی شاہ پانی پتی سے دریافت کیا کہ حضرت علاؤالدین صابری کلیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بوعلی شاہ قلندری پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کس مقام پر تھے؟ غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شاہ کمال اور علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ سیر جہان ہیں اور بوعلی قلندری رحمۃ اللہ علیہ سیر جان ہیں یہ تینوں بزرگ اکثر دریائے حیرت میں مستغرق رہتے تھے اس لئے انہیں کھانے پینے کی کبھی ہوش نہیں رہتی تھی۔ جب جلوہ ذات سامنے ہو تو پھر کہاں ہوش رہتا ہے۔

ایک روز بابا سیتل پوری آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اتفاق سے سب سے پہلے چھوٹے صاحبزادہ شاہ نورالدین گھر سے باہر آئے۔ بابا سیتل پوری نے ناتوانی دیکھتے ہوئے وجہ پوچھی، بوجہ کمسنی صاف صاف بتا دیا کہ کئی روز سے فاقہ ہے۔ بابا صاحب نے سوچا کہ اتنے بڑے کامل درویش اور یہ مفلسی اور ناداری حیران ہوئے۔ فوراً اپنے ڈیرے پر گئے اور سنگ پارس لے کر آئے۔

جب حضرت تشریف لائے بابا صاحب نے وہ پارس کی پتھری آپ کی خدمت میں پیش کی اور عرض کیا۔ میرے پاس بہت سے ایسے جوہر موجود ہیں جن کی ایک چٹکی سے بہت سا سونا تیار ہو سکتا ہے مگر آپ کی آسانی کے لئے یہ پارس کا ٹکڑا پیش کرتا ہوں اس کو صرف

لوہے سے مس کرنا پڑتا ہے اور لوہا سونا بن جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اس کو طاق میں رکھ دو۔ دوسرے تیسرے دن بابا سیتل پوری صاحبزادے سے پھر تنگی اور فاقہ کشی نظر آئی۔ ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ حجرے سے باہر آئے اور فرمایا آؤ باہر کی سیر کرتے ہیں جنگل سے گزرتے ہوئے آپ نے ایک کھیت پر رُک کر استنجے کا ڈھیلہ زمین پر پھینکا اور فرمایا جس قدر سونا چاہو اُٹھالو، تاحدِ نظر زمین سونا بن گئی پھر مسکرا کر فرمایا "سیتل پوری، یہ تنگدستی بے بسی کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ اپنے جدامجد کی سنت ہے"۔

واقعہ: آپ کا ایک مرید سوداگر نیا مال لے کر برہان پور سے تجارت کے سلسلہ میں ایک بحری سفر کر رہا تھا اور بیش قیمت مال عدن کی طرف لے جا رہا تھا۔ جہاز پر اور سینکڑوں لوگ سفر کر رہے تھے۔

جن میں بیشتر تاجر تھے۔ جہاز ٹھیک جا رہا تھا۔ یکا یک طوفان میں گھر گیا۔ ہر ممکن کوشش کے باوجود جہاز ہچکولے کھانے لگا کہ اس کے ڈوبنے کا سب کو یقین ہو گیا۔ سارے مسافر زندگی سے مایوس ہو گئے۔ اس مرید صادق کے ساتھیوں نے اپنے مرشد کامل شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کیا اور یا شاہ کمال، شاہ کمال کے نعرے بلند کئے۔ ادھر کیتھل میں اس وقت آپ کے بڑے فرزند حضرت شاہ عمادالدین مراقبے میں تھے کہ ایک بحری جہاز کو ڈوبتے ہوئے پایا۔ آپ نے ہاتھ کے اشارے سے جہاز کو طوفان سے نکال دیا۔ اعلیٰ حضرت اپنے حجرے سے باہر آئے، بیٹے سے دریافت کیا کہ ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ "اہل جہاز آپ کو پکار رہے تھے مجھ کو شرم آئی کہ یہ لوگ آپ کا نام لے کر آپ کو پکاریں اور جہاز ڈوب جائے"۔ ارشاد ہوا "کیا لوح محفوظ کو دیکھ لیا تھا"۔ ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اُسی وقت حضرت شاہ عمادالدین رحمۃ اللہ علیہ کی اعلیٰ صلاحیتیں سلب ہو گئیں۔

ایک مرتبہ آپ فوجی وردی میں ملبوس گھوڑے پر سوار حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے تھانیسر تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ کی خانقاہ کے

قریب سرائے دار کی بیوی سے فرمایا ''ہمارے گھوڑے کی نگرانی رکھنا'' اس نے جواب دیا ''حضرت شیخ کی زیارت کو ہر روز سینکڑوں لوگ آتے ہیں میں کس کس کے گھوڑوں کی نگرانی کروں''۔

آپ نے اس کو کوڑا رسید کیا۔ کوڑا لگتے ہی وہ بے ہوش ہوگئی۔ پھر آپ شیخ سے جا کر ملے اور تصوف کے باریک مسئلے کی وضاحت چاہی۔ اس پر حضرت شیخ نے فرمایا آپ ایک فوجی ہیں آپ کا ایسے مسائل سے کیا واسطہ؟ آپ نے فرمایا ''اس لئے کہ مجھ پر ایسے مسائل کی وضاحت ہو جائے''۔ شیخ صاحب نے فرمایا تو آپ پھر ایسے وقت آئیں جب مکمل خلوت ہو اور کوئی نہ ہو۔ آپ نے فرمایا یا شیخ جو نادان ہے اس پر اس گفتگو کا اثر نہ خلوت میں ہو سکتا ہے نہ جلوت میں اور واقف کار کے روبرو بیان سے بخل کرنا اچھا نہیں''۔

اس کے بعد معانقہ کیا اور واپس سرائے تشریف لے گئے۔ تو وہ عورت آپ کے پاؤں چومنے لگی لوگوں نے کہا یہ فوجی وہی تو ہے جس نے تجھے کوڑا رسید کیا تھا۔ اس نے جواب دیا تمہیں کیا خبر وہ کوڑا لگتے ہی میں آسمان پر تھی۔ ادھر حضرت شیخ تھانسیری رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سلب ہوگئی وہ سمجھ گئے یہ کوئی فوجی نہیں تھا۔ سرائے پہنچ کر معذرت چاہی آپ نے معاف کر دیا اور نسبت لوٹا دی۔ کبھی کبھی آپ فوجی لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔

جب آپ کیتھل تشریف لائے تو یہاں مفتیوں کا بڑا زور تھا۔ ایک مرتبہ مسجد میں وضو فرما رہے تھے ایک مفتی برابر میں وضو کر رہا تھا۔ مفتی نے اعتراض کیا کہ سر کا مسح ٹھیک نہیں ہوا۔ بار بار اعتراض کیا۔ آپ نے جلال میں آ کر اپنا سر بدن سے الگ کر کے حوض میں ڈال دیا اور کہا کیا اب مسح ٹھیک ہو گیا؟ دفعتاً وہ زمین پر گرا اور مر گیا۔ اس واقع سے انہیں اور ان کے خاندان والوں کو آپ سے عداوت ہوگئی۔ وہ آپ پر ان کی گلیوں سے گزرتے ہوئے کوڑا ڈال دیا کرتے تھے طرح طرح سے تنگ کرنے لگے۔ ایک دن ایسا آیا جلال میں آ کر فرمایا ''مفتیان کی جڑ اللہ اور شاہ کمال نے پٹی''۔ اس کے بعد ان کے خاندان پر زوال آنا شروع ہو گیا۔ یکا یک ان کے گھروں میں آگ لگ جاتی۔

تھوڑے عرصہ میں وہ سب کے سب تباہ و برباد ہو گئے۔ کیتھل میں ان کی کوئی

نسل باقی نہ رہی۔ اگر کوئی شخص ان کے ویران اور تباہ شدہ مکانوں کی لکڑیاں اپنے مکان کی تعمیر میں استعمال کرتا تھا تو اس میں بھی آگ لگ جاتی تھی۔ آپ کا خادم جب اُن کے محلّہ سے گزر رہا تھا، زخمی ہوگیا تھا۔ خادم کو مضروب کرنے کی یہ سزا ان کو ملی۔

دوران سیاحت آپ جزیرہ مالدیپ کے کسی جزیرہ پر پہنچ گئے۔ وہاں ہر مہینہ سمندر کی طرف سے ایک بلا آتی تھی اس کی وجہ سے اکثر جزیرہ غیر آباد اور اُجڑ گیا تھا۔ وہاں کے لوگوں کا دستور تھا کہ جب بلا کو آتا ہوا دیکھتے تو کنواری لڑکی کو بناؤ سنگھار کر کے بت خانے میں چھوڑ دیتے۔ صبح کو دیکھتے تو اس کو مردہ پاتے۔ آپ نے جب لوگوں کو اس طرح پریشان دیکھا تو پوچھا انہوں نے کہا کہ دیکھو سمندر کی طرف سے ایک دیو قامت جن چلا آرہا ہے۔ کنارے کی طرف پہنچ کر جیسے ہی وہ رُکا آپ نے ضرب لگائی اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ پھر آئندہ جزیرے میں کوئی ناخوشگوار واقعہ نہ ہوا۔ آپ کی روحانیت سے متاثر ہو کر وہاں کا راجہ مسلمان ہوگیا۔

ایک موقع پر اپنے خادم شیخ سجن سے فرمایا کہ ''ہندستان آنے سے قبل حضرت پیرانِ پیر نے فرمایا یہاں تمہارا کام ختم ہوگیا اب ہندوستان جاؤ وہاں تمہاری توجہ اور تربیت سے ایک ایسا شخص تیار ہوگا جس سے ایک عالم منور ہوگا''۔

امام ربانی فرماتے ہیں:

''جب ہم کو خاندان قادریہ کے مشائخ کا کشف ہوتا ہے تو حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے بعد حضرت شاہ کمال قادری جیسا کوئی بزرگ نظر نہیں آتا''۔

اعلیٰ حضرت شاہ کمال علم و فضل میں آپ کا مرتبہ نہایت بلند تھا۔ آپ کے ہفت مکتوب پڑھ کر بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کرامات و خوارق آپ سے بے اختیار سرزد ہوتے تھے۔ جو کچھ زبان سے فرماتے وہ اسی طرح ہو جاتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے نسبتِ فرویت جو اولیاء امت کا آخری عروج ہے اپنے والد گرامی سے اور انہیں

حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی تھی۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور شیخ جلال الدین تھانسیری رحمۃ اللہ علیہم کے مطابق "ملک العشاق شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ عاشقوں کے سردار ہیں۔ اولیاء اللہ کے قلوب اور احوال کو اللہ تعالیٰ نے ان کے قابو میں دے رکھا ہے"۔ (آپ کا لقب کبیر ملک العشاق ہے)

شیخ نظام الدین بلخی تھانسیری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ: "شاہ سکندر قادری رحمۃ اللہ علیہ سالکوں کے پیشوا، عارفوں کے امام اور دنیائے طریقت کے نورِ آفتاب ہیں"۔

ملا حبیب اللہ سرہندی صاحب حدیقۃ الخوارق میں لکھتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ملتان میں حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری کے بعد صاحب سجادہ شیخ کبیر الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔ انہوں نے پوچھا کس سلسلہ سے تعلق رکھتے ہو، کہاں سے تعلق ہے؟ میرے جواب میں انہوں نے فرمایا وہ شاہ کمال جو اولیاء اور مردانِ خدا کے کمالات سلب کر لیتے ہیں تمہارے شیخ درگاہِ خداوندی ہیں ایک بلند مقام رکھتے ہیں اور صاحب جلال وکمال بزرگ ہیں۔ جو ان کی نگاہِ غضب میں آ جاتا ہے وہ خالی اور تہی دست ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا:

"پیر شما از مشائخ نامدار اولیاء کبار غوثیت مآب است"۔

وہ اپنے جدِ امجد کی طرح سلاب الاحوال تھے۔ روایت ہے کہ کیتھل کے گرد و نواح میں دس بارہ میل تک کوئی صاحب ولایت بغیر اجازت نہیں رہ سکتا تھا۔ اگر کوئی یہ جرأت کرتا تو ان کی ولایت سلب ہو جاتی تھی۔

لاہور میں حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی آمد و کرامات:

"دربار قادری" میں لکھا ہے کہ کسی رات تین رجال الغیب آسمان سے اُترے اور حضرت شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ اسی اثنا میں کوتوال شہر آ گیا۔ اُس نے دیکھا کہ چار آدمی بیٹھے ہیں۔ اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ انہیں گرفتار کر

لیا جائے جب وہ سپاہی نزدیک آئے تو انہیں کوئی آدمی نظر نہ آیا، کیونکہ وہ تین رجال غیب تو ہوا میں اُڑ گئے اور حضرت اقدس ان کو باوصف موجودگی نظر نہ آئے۔ جب سپاہی چلے گئے تو وہ رجال غیب پھر آ گئے اور کہنے لگے "آپ کیوں نہ چھپے؟" آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے فقراء کو وہ طاقت دے رکھی ہے جس سے وہ تمام عالم کا مشاہدہ کرتے ہیں مگر انہیں کوئی دیکھ نہیں سکتا"۔ پھر ان تینوں رجال غیب نے آپ سے استدعا کی کہ چلئے لاہور کی سیر کریں۔ آپ نے فرمایا۔ آپ ہی جائیں اور مجھے معذور سمجھیں۔ وہ تینوں رجال غیب ہوا میں پرواز کرتے ہوئے لاہور آ گئے مگر دیکھتے کیا ہیں کہ آپ پہلے سے لاہور پہنچ چکے ہیں۔ انہوں نے آپ کے پہنچنے کی کیفیت دریافت کی۔ آپ نے فرمایا: فقیر کو آمد ورفت کی ضرورت نہیں۔ فقیر تو خود دنیا کو گھیرے ہوئے ہے اور خود اس دنیا سے باہر ہے۔ وہ جہاں چاہے چلا جائے۔

حضرت میاں مونگر مجذوب رحمۃ اللہ علیہ:

"الکمال" میں آپ کی ایک کرامت اس طرح تحریر ہے:

"ایک مجذوب شیخ مونگر رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ لاہور کے مقام پر بازار کے قریب ایک مسجد میں سکونت پذیر تھے۔ ان کے ہاتھ میں ہمیشہ دو اینٹیں ہوا کرتی تھیں۔ کوئی سوار ہو یا پیادہ۔ کسی میں یہ طاقت نہ تھی کہ وہاں سے صحیح سالم گزر جائے۔ ایک روز حضرت بہ حالت سواری وہاں سے گزرے۔ شیخ مونگر حسبِ دستور اُٹھے اور دونوں اینٹیں زمین پر پھینک دیں۔ سلام کر کے بے ساختہ حضرت کے قدموں پر گر پڑے۔ محلّہ نخاس موجودہ لنڈا بازار میں ملاقات ہوئی۔ حضرت میاں مونگر مجذوب کی وفات 980ھ بمطابق 1573ء میں ہوئی"۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی "اخبار الاخیار" میں میاں مونگر مجذوب کا ذکر کیا ہے۔

ایک روز حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ فتح شاہ کی معیت میں بحالتِ سواری بازار سے گزر رہے تھے۔ شیخ مونگر رحمۃ اللہ علیہ عادت کے مطابق اُٹھے اور اس نے دو اینٹیں ہاتھوں میں اُٹھا لیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُس کو دیکھتے رہے۔ کچھ دیر بعد مجذوب نے وہ اینٹیں پھینک دیں اور سلام کے بعد آپ کے قدموں میں آ گرا۔ فتح شاہ کی دریافت پر آپ نے فرمایا یہ صاحبِ

حال ہے۔ میری اور اس کی روح نے ایک ساتھ اوپر پرواز کی۔ مگر ایک مقام پر اس کی روح میری روح کے ساتھ پرواز نہ کر سکی۔ اب اس کو اتنی قوت دے دی ہے کہ وہ مقام مقصود پر اُڑ سکے۔ میاں مونگر مجذوب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الآفاق حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یافتہ تھے۔ آپ کا وصال لاہور ہی میں ہوا۔ میاں مونگر مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت عبدالقادر ثانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب (موجودہ مزنگ قلعہ جات، برڈووڈ روڈ، لاہور) کے قریب ہی دفنایا گیا۔

حضرت شیخ الآفاق حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں میاں مونگر مجذوب اور حضرت غیاث الدین گیلانی بن عبدالقادر ثانی سے ملاقات فرماتے تھے۔ حضرت غیاث الدین گیلانی کے صاحبزادے حضرت سید کرام الدین قادری المشہور بہ ''شاہ بھاگنا'' ہیں۔ میاں مقبول سرکار نے خاکسار کے ہمراہ برڈووڈ روڈ مزنگ قلعہ جات میں حاضری کے لئے گئے۔ جیل روڈ (موجودہ گلبرک روڈ) پر اونچے ٹیلے پر جہاں سید کرام الدین قادری کا مزار پُرانوار ہے وہاں بھی حاضری دی۔

ایک دوسری جگہ تحریر ہے:

حضرت شیخ ابراہیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جو حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے نبیرہ تھے۔ ایک شخص سے ناراض ہوکر سوزِ دل سے سارے لاہور میں روحانی آگ لگا دی۔ حضرت کبیر ملک العشاق ان دنوں صحرائے روم میں مصروفِ سیاحت تھے[1] چار اہل اللہ ہوا میں پرواز کرتے ہوئے اوپر سے گزرے۔ باطنی قوت سے آپ کو پہچان کر خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ حضور سوزِ دل سے لاہور جل رہا ہے۔ اسے دیکھنے جارہے ہیں۔ آپ بھی تشریف لے چلیں۔ آپ نے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا۔ وہ اہل اللہ لاہور آئے اور زمین پر کھڑے ہوکر جس دروازے پر کھڑے تھے، دیکھتے ہیں کہ حضرت کبیر ملک العشاق بھی موجود ہیں۔

(اُن دنوں لاہور کے حالات بڑے پُرآشوب تھے۔ لاہور میں اُن دنوں سید

---

[1] ترکی میں غالبًا سلطان سلیم اول کا دور تھا اور آپ کی صحرانوردی اور سیاحت کا زمانہ تھا۔

عبداللہ شاہ لاہوری بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوئے تھے۔ ہمایوں بادشاہ کے عہد میں اُن کا درس مشہور تھا۔ انہوں نے کبھی دولتِ دنیا کی کبھی پرواہ نہ کی تھی۔ اُن کا مزار شیخ جان محمد لاہوری کے پاس واقع ہے۔

پھر تحریر ہے:

ایک مرتبہ ایک باغ میں چند اہل اللہ آپ سے ملے وہ حضرت اقدس کے صحیح بلند مقام سے واقف نہ تھے۔ باغ میں یہ سب ایک باریک مسئلہ تصوف پر بحث کر رہے تھے۔ کوتوال شہر گشت پر تھا۔ وہ گفتگو کا شور سنکر باغ کے اندر آیا۔ مگر اُسے کوئی نظر نہ آیا۔ وہ باہر چلا گیا۔ پھر گفتگو کا شور سُنا۔ وہ پھر باغ میں آیا مگر اسے کوئی متنفس نظر نہ آیا۔ وہ یہ خیال کر کے کہ کوئی غولِ بیابانی ہے، واپس چلا گیا۔ یہ اہل اللہ حضرت اقدس سے رخصت ہونے لگے۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''کہاں کا ارادہ ہے''؟ عرض کی۔ ''لاہور کا''۔ اور پھر وہ لاہور کی طرف ہوا میں پرواز کر گئے۔ جب وہ اہل اللہ لاہور پہنچے تو حضرت اقدس کو معہ اہل وعیال لاہور میں ایک مکان کے آگے کھڑے دیکھا۔ حضرت اقدس نے انہیں اس مکان میں ٹھہرایا۔

اس کتاب میں ایک اور واقعہ اس طرح تحریر ہے:

''منقول ہے کہ آپ ایک رات لاہور کی گلیوں اور بازاروں میں گھوم رہے تھے۔ تین اور اہل اللہ گشت کر رہے تھے۔ کوتوالِ شہر نگرانی کی غرض سے اس طرف آ نکلا۔ ان اہل اللہ میں سے ایک پانی کے مٹکے میں داخل ہو کر پانی میں تبدیل ہو گیا۔ دوسرا تنور کے اندر جا گھسا اور آگ کی طرح روشن دکھائی دینے لگا۔ تیسرا ہوا میں تبدیل ہو کر پرواز کرنے لگا...... حضرت اقدس جہاں تھے، وہیں ٹھہرے رہے...... ان کے پیچھے پیچھے کوتوالِ شہر گشت کرتا ہوا آ رہا تھا۔ تیزی سے آگے بڑھا کہ اس وقت یہاں کون لوگ ہیں۔ مٹکے میں دیکھا تو پانی نظر آیا۔ تنور میں آگ ہی آگ دکھائی دی۔ تیسرے صاحب جو ہوا میں اُڑ رہے تھے۔ ان پر بھی حیرت ہی تھی۔ حضرت بھی وہیں موجود تھے لیکن انہیں کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔

ان حالات نے کوتوال شہر پر جنون کی سی کیفیت پیدا کر دی اور وہاں سے چلتا بنا............
اہل اللہ حضرت کی خدمت میں پھر اکٹھے ہو گئے عصر حاضر میں بھی لنڈا بازار کے ساتھ وہ کوتوالی ہے۔

(ٹھٹھہ[2] میں، ملتان[3] میں، لاہور میں، کمالیہ میں، لدھیانہ میں، پائل[4] میں اور سامانہ[5] میں بھی شاہِ کمالی رحمۃ اللہ علیہ کا مکاں ہے۔ یہ شاہ کی تقدیسِ صفاتی کا نشاں ہے)۔

سید عبداللہ شاہ جیلانی المعروف بہ صحابی بابا:

حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ ہندوستان میں ۹۲۷ ہجری کے اواخر میں وارد ہوئے اور سفر میں آپ کے ہمراہ حضرت شکر اللہ شیرازی، حضرت سید عبداللہ شاہ صحابی اور شاہ مبین قدس سرہٗ اہم تھے۔ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ ہندوستان میں آنے کے بعد اول ٹھٹھہ میں مقیم ہوئے۔ یہ حضرات بھی آپ کے ہمراہ ہونے کی وجہ سے اسی طرف گئے، لیکن حضرت شاہ کمال قدس سرہ کچھ عرصہ ٹھٹھہ میں قیام کرنے کے بعد ہندوستان کے مغربی علاقے کی طرف چلے آئے اور آخر کیتھل کو اپنا مسکن بنایا۔ تاہم آپ کی یاد میں اس جگہ جہاں آپ نے قیام فرمایا تھا، عقیدت کے طور پر عقیدت مند عرس مناتے رہتے ہیں۔

آپ کا اسمِ گرامی سید عبداللہ جیلانی المشہور سید عبداللہ شاہ صحابی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ حضرت شاہ فضیل قادری قدس سرہ کے خلفاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ حضرت شاہ فضیل قدس سرہ رشتے کے لحاظ سے آپ کے ماموں بھی تھے۔ اس طرح آپ حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے پھوپھی زاد بھائی بھی ہوئے۔

---

(۱) ٹھٹھہ، ملتان، لدھیانہ (انڈیا)، قصبہ پائل، سامانہ میں بھی حضرت شیخ الآفاق کی بیٹھکیں ہیں۔
(۲) مضافاتِ ٹھٹھہ میں آپ کی چلہ گاہ پیر اصابو کے نام سے مرجعِ خلائق ہے۔
(۳) ملتان میں حسین آگاہی میں محلّہ شاہ شکور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ واقع ہے۔
(۴) پائل سرہند کے مضافات میں ایک قصبہ ہے جہاں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی رہائش پذیر تھے۔
(۵) سامانہ: سابقہ ریاست پٹیالہ میں ایک قصبہ کا نام ہے۔

آپ کے بڑے صاحبزادے سید حسن پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب بابا صحابی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کی آخری گھڑیاں تھیں اور کئی دن آپ بسترِ علالت پر صاحبِ فراش تھے تو آپ نے حجرہ شریف دھلوانے اور خوب اچھی طرح فرش کو صاف اور پورے حجرہ کو معطر کرنے کا حکم دیا۔ حجرہ شریف سجانے کے بعد آپ اور آپ کے دونوں صاحبزادوں کے علاوہ کسی کو اندر آنے کی اجازت نہ دی گئی۔ صرف آپ بمعہ دونوں صاحبزادوں کے خلوت پذیر ہوئے۔ اچانک فخرِ موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات اپنے کبار صحابہ اور نواسگان مختار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ سمیت حجرہ شریف کے اندر جلوہ افروز ہوئے۔ بابا صحابی اپنے صاحبزادوں سمیت کھڑے ہوئے اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا اور عرض کیا کہ:

زہے نصیب اس غلام کے غم کدہ کو اپنے مبارک اور نورانی قدموں سے منور فرمایا اور آپ کی قدوم میمنت لزوم نے میرے نصیب کو بالا کر دیا تو سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیٹا میں تیرے استقبال کے لئے آیا ہوں۔ آپ نے عرض کیا کہ بندہ نیز مشتاق قدم بوس جناب است و آرزومند دیدار سعادت انتساب ترجمہ: اے شفیع المذنبین یہ عاجز بھی آپ کی قدم بوسی اور دیدار کا مشتاق ہے لیکن از برائے ایں دو غلام زادہ دلم پریشان است (ترجمہ:) لیکن ان دو صاحبزادوں کی پریشانی ہے کہ ان کا کیا بنے گا تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خاطر جمع دارید کہ کفیل جملہ امور ایشاں مائیم (ترجمہ) آپ بے فکر رہیں ان کے تمام امور کا کفیل میں خود ہوں یہ فرماتے ہی دونوں کو گود میں لے کر پیار کیا اور مشکل کشا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ان کا ہاتھ دے کر فرمایا ان کی تربیت کا انتظام کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں کو پیار کر کے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں انہیں دے کر فرمایا کہ بیٹے ان کی دیکھ بھال کرو اور ان کی تربیت کا انتظام کرو۔

حضرت شاہ حسن فرماتے ہیں کہ اس وقت ہم پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ ہمیں اپنے آپ کی بلکہ تمام جہان کی خبر نہ رہی اور ہم تین دن تک بے ہوش پڑے رہے۔ جب ہوش ہوا تو ہم اپنے بابا کو ڈھونڈنے لگے اور آپ کے متعلق پوچھنے لگے مگر بابا اسی جہاں سے

پردہ فرما چکے تھے۔ بابا کا مزارِ اقدس دکھایا گیا۔ سید حسن بادشاہ کے اس واقعہ کی اتنی شہرت ہوئی کہ بجائے عبداللہ شاہ جیلانی کے لوگوں کی زبان پر سید عبداللہ شاہ صحابی مشہور ہو گئے۔

اب آگے سندھ کے مؤرخین وادیب میر شیر علی قانع ٹھٹھوی کا بیان تحریر کیا جاتا ہے کہ پردہ فرمانے کے کچھ عرصہ بعد آپ کا مزار اقدس منہدم ہو کر ناپید ہو چکا تھا اس اثنا میں حافظ اللہ شاہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کو بشارت ہوئی کہ میری اولاد کی قبر مبارک جو قبرستان مکلی ٹھٹھ میں واقع ہے اس کو نمودار کرو۔ حافظ عبداللہ شاہ گجراتی نے اپنے دو خلیفوں کو ٹھٹھ روانہ کیا جن میں ایک کا نام ابوالبرکات شیرازی اور دوسرے خلیفہ کا نام شیخ یعقوب تھا۔ یہ دونوں صاحبان ٹھٹھہ کے جلیل القدر بزرگ سید علی ثانی شیرازی کے پاس تشریف لائے اپنی آمد اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بشارت سے آگاہ کیا سید علی ثانی شیرازی نے مراقبہ فرمایا۔ تو معلوم ہوا کہ پورے مکلی کے اولیاء کرام کی محفل لگی ہوئی ہے اور سب کی صدارت سید الاولیاء سید عبداللہ شاہ صحابی فرمار ہے ہیں۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر آپ سب کو لے کر مکلی کی طرف روانہ ہوئے اور آ کر مزارِ اقدس کو نمودار کیا۔ مزار شریف جب قد آدم کے برابر ہوا تو اور بڑھنا شروع ہوا۔

سید علی ثانی نے پھر مراقبہ کیا لیکن کچھ معلوم نہ ہوا تو بے ساختہ آپ کے منہ سے نکلا کہ آپ صحابی تو نہیں ہیں۔ فوراً آواز آئی کہ یہ لقب مجھے زندگی ہی میں مل چکا تھا اس طرح آج تک آپ سید عبداللہ شاہ صحابی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ولقب سے مشہور معروف ہیں۔

سید عبداللہ شاہ صحابی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت شاہ محمد غوث گیلانی قادری لاہوری قدس سرہٗ کا مزار پُر انوار بیرون دہلی دروازہ لاہور میں واقع ہے۔

سیدنا عبداللہ شاہ اصحابی کے مزار کا نمودار کرنا:

بیان کیا جاتا ہے کہ بارشوں کی وجہ سے ایک مرتبہ آپ کی لحد مبارک منہدم ہو گئی۔ ان دنوں آپ کے تایا زاد بھائی حضرت حافظ اللہ گجرات (کاٹھیاواڑ) میں مقیم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بشارت پائی کہ لحد مبارک منہدم ہو چکی ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے خلیفہ

ابوالبرکات گجراتی اور شیخ یعقوب کو طلب کیا اور فرمایا" ہمارے چچازاد بھائی سید عبداللہ ٹھٹھہ میں مکلی پہاڑی پر آرام فرما ہیں۔ آپ کا مزار مبارک بہت دن گزر جانے کی وجہ سے مسمار ہو چکا ہے، جس کی وجہ سے انہیں پریشانی ہے۔ تم جاؤ اور اسے درست کرآؤ"۔

ہر دو خلفاء ٹھٹھہ تشریف لائے اور لحد مبارک کی نشاندہی فرما کر مزار شریف تعمیر کرایا۔ ۹۳۱ ہجری میں مزار مبارک پر باقاعدہ گنبد بنوایا گیا۔ جس میں آپ کو اصحابی لکھا گیا ہے۔ تب سے آپ کا لقب اصحابی پڑ گیا۔ ممکن ہے کہ یہ نسبت چار اصحاب کی وجہ سے ہو۔

مغل پورہ گنج بازار، لاہور:

لاہور میں بھی شاہ کمالی کا مکاں ہے
یہ شاہ کی تقدیس صفاتی کا نشاں ہے

مغل پورہ گنج بازار لاہور کے قبرستان میں حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ چند خلفاء کی قبور ہیں انہیں خلفاء میں سے ایک بزرگ کا نام سید شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ موجود ہے۔ پورے علاقے میں یہ مزار پُر انوار مرجع خلائق ہے۔ قبرستان شاہ کمال مزار پُر انوار کے ساتھ واقع ہے۔ ان کی نسبت بھی بزرگانِ کیتھل سے ہے۔ قبرستان میں پیر سید امانت علی شاہ چشتی نظامی کا مزار بھی ہے۔

مغلپورہ میں شاہ کمال روڈ واقع ہے جو صاحب مزار کے نام نامی پر ہے اس کے علاوہ ایک جامع مسجد شاہ کمال ہے جنازگاہ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ قبرستان مسجد کے ساتھ ہے۔

موجودہ وقت میں لاہور میں شاہ کمال نامی بزرگان کے تین مزارات ہیں قبرستان مغلپورہ گنج میں قبرستان شاہ کمال میں مزارات ہیں، حضرت شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں اور اپنے مرشد کی عقیدت و محبت سے آج 450 برس بعد بھی مرشد کے نام کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہاں مدفن والی جگہ ہی شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ تھی اسی جگہ شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔

عرس کے انتظامات حاجی محمد اکرم مشیناں والے کرتے ہیں۔ دوسرے اندرون شیرانوالہ دروازہ شیخ الآفاق کے چند درویشوں کے مزارات بھی واقع ہیں۔ اور محکمہ اوقاف

حکومت پنجاب کے زیرانتظام ہے اور تیسرے حضرت شاہ کمال سہروردی رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار پُر انوار اچھرہ میں واقع ہے جو ایک اونچے ٹیلے پر واقع ہے۔ حضرت شاہ کمال سہروردی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ جمال سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے سگے بھائی ہیں۔

مضمون۔ حضرت شاہ سکندر قادری کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ:

(تحریر: میاں محمد دین کلیم قادری مورخ لاہور)

آپ شیخ الآفاق حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور پوتے اور امیر العارفین حضرت شاہ عمادالدین رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندار جمند ہیں۔ ہندو پاکستان میں جن اولیاء اللہ نے علم وعرفان کی شمعیں روشن کیں ان میں قطب الاقطاب حضرت شاہ سکندر محبوبِ الٰہی کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے یہ وہ شمع تھی جس نے نہ صرف اپنا گھر روشن کیا بلکہ ہزار ہا چراغ روشن کر دیئے اور شیوخ قادریہ میں وہ بلند پایہ اور درجہ رفیع حاصل کیا کہ سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہی نگاہیں اٹھنے لگیں۔ آپ کی ولادت سے قبل آپ کی والدہ کو خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بشارت دی کہ تیرے بطن سے ایک مبارک بچہ مثل آفتاب پیدا ہوگا۔ آپ کی پیدائش ماہ رمضان المبارک میں ہوئی۔ شیخ الآفاق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا نام شاہ سکندر قادری رحمۃ اللہ علیہ رکھا آپ کی وضع روش اپنے جد امجد حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملتی جلتی تھی۔ رمضان المبارک کے مہینے میں آپ کا معمول تھا کہ دن کو دودھ نہ پیتے تھے۔

آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد بزرگوار جب کبھی باہر تشریف لے جاتے تو اہل بصیرت اور صاحب حال تعظیم کو جھک جاتے اور کہتے کہ ان کی پشت سے قطب الاقطاب کا ظہور ہونے والا ہے۔ یہ اس کی تعظیم ہے، جد امجد رحمۃ اللہ علیہ کی آپ سے حد درجہ محبت تھی اور وہ آپ پر خاص نظر رکھتے تھے۔

مرحبا محبوب رب ذوالجلالی
از خدا آمد خطاب باکمال

ملا حبیب اللہ سر ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے بچپن کا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے بچپن میں کھیلتے کھیلتے اپنے دادا بزرگوار کی دستار اٹھائی اور اسے اپنے سر مبارک پر رکھ لیا۔ جد امجد نے مسکرا کر فرمایا: ''بیٹا یہ دستار تجھ کو مبارک ہو الحمد للہ کہ امانت اپنے اہل کو پہنچی''۔

جب شیخ الآفاق حضرت شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو اپنے دادا بزرگوار کی مسند حاصل کی۔ ظاہری و باطنی نعمتوں کا فیضان آپ کی ذات سے جاری ہوا علاوہ ازیں کئی اور نسبی فضیلتوں سے نوازے گئے۔ آپ کی پیشانی میں بے بہا نورانیت تھی۔ جسے دیکھ کر غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی نگاہ میں اتنی تاثیر رکھی تھی کہ جس پر نظر کیمیا پڑ جاتی اس کی حالت بدل جاتی گنہگار تائب اور کافر مسلمان ہو جاتا۔ جواہر مجددیہ میں مرقوم ہے کہ حضرت شیخ سید عبد القادر رضی اللہ عنہ نے اپنا خرقہ خاص اپنے صاحبزادے حضرت شاہ عبد الرزاق کو سونپا پھر یہ خرقہ مبارک بواسطہ حضرت شیخ الآفاق حضرت شاہ سکندر محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا۔ آپ نے وہ خرقۂ قیومیت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا۔ امام ربانی اسے پا کر بے حد خوش ہوئے۔ منصب مجددیت پر فائز ہونے کے بعد حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''کہ میں موسم گرما میں سورج کو جب کہ وہ پوری طرح آب و تاب سے درجہ حرارت میں ہو اچھی طرح دیکھ سکتا ہوں۔ مگر جب کبھی میں نے حضرت شاہ سکندر قدس سرہٗ کے قلب مبارک کی طرف دیکھنا چاہا تو نگاہیں تاب نہ لا سکیں بلکہ خیرہ ہو گئیں۔ آپ کے خلفاء میں امام ربانی حضرت شیخ احمد سر ہندی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ نور محمد پٹنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ اسلام بہاروی رحمۃ اللہ علیہ، میراں شاہ غازی رام گڑھی، حافظ اسماعیل ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ ہزاروں مریدوں اور عقیدت مندوں قاضی صدر الدین لاہوری، ملا ابو الفتح اور ملا عبد الرحمان لاہوری جیسے جید عالم اور فقیہ شامل تھے۔

پنجاب کے مشہور بزرگ حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ سکندر قادری رحمۃ اللہ علیہ ان مشاہیر اولیاء اللہ صاحب ان تصرف بزرگوں میں سے ہیں جن کی نظیر کم

ملتی ہے''۔آپ کا وصال 10 جمادی الاول 1025ھ بمطابق 1616ء عہد جہانگیر میں ہوا۔(بھارت) میں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خلائق ہے۔

میاں محمد دین کلیم کی اپنی تالیف ''تذکرہ مشائخ قادریہ'' کے مطابق آپ بہت دفعہ لاہور تشریف لائے۔ یہاں کے لوگوں سے تعلق قائم رکھا۔اشاعت اسلام کے لئے کوشاں رہنا اور احیاءِ سنت میں سعی فرمانا۔نیز آپ کی کرامات اور خوارق کے متعلق تفصیلاً بیان کیا گیا ہے جس کا مطالعہ کرنا ازبس ضروری ہے۔کیتھل شریف سے مدینۃ الاولیاء آنے میں آپ بیشمار خانقاہوں میں قیام فرماتے اور ان کو رشد و ہدایت سے نوازتے۔جہاں آپ کا قدم مبارک ہوتا وہ جگہ برکتوں کا گہوارہ بن جاتی۔سیر و سیاحت کا پیشہ تھا۔آپ نے برصغیر پاک و ہند کے بیشمار حصوں کی سیر و سیاحت کی۔بلکہ کیتھل شریف سے لاہور تک کا تمام علاقہ اور درگاہیں آپ نے دیکھی تھیں۔اور کیتھل شریف سے لاہور تک تمام خانقاہوں میں رقبہ، باغات اور اراضی کے لحاظ سے سب سے بڑی خانقاہ کلانور ضلع گورداسپور (بھارت) کے پاس ایک معمولی سے قصبہ کوٹ میاں صاحب میں واقع تھی یہ خانقاہ حاجی حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔جس کے دو احاطے تھے۔ان نہایت وسیع و عریض احاطوں میں علیحدہ علیحدہ ایک مربع سے کم زمین نہ تھی۔خانقاہ معلیٰ علیحدہ تھی۔اس کی چاردیواری سولہ فٹ سے اونچی تھی نیز پھلدار درخت تھے۔عہد جہانگیر و شاہ جہاں کے صوفیاء و علماء کا دنیا میں واحد نسخہ بنام ''فرحت الناظرین'' مصنفہ محمد اسلم بن محمد حفیظ القادری پسروری جولندن میوزیم میں تھا، کا اردو ترجمہ پاکستان میں شائع ہو چکا ہے۔اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت بڑی خانقاہ تھی۔جس کی مثال برصغیر پاک و ہند میں نہیں مل سکتی۔حضرت حاجی محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ چہرہ پوش سیاح قادری سلسلہ سے منسلک تھے۔عراق عرب سے یہاں تشریف لائے اور کئی دفعہ حج حرمین الشریفین کے لئے تشریف لے گئے۔شاہ جہاں، داراشکوہ قادری اور اورنگ زیب عالمگیر آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے مگر آپ نے عالمگیر کی طرف التفات فرمایا اور شاید اس نے اس رفیع الشان خانقاہ کے مصارف برداشت کئے ہوں۔آپ مظہر کمالات و خوارق تھے۔آپ نے ساری عمر تجرد میں گزاری۔آئندہ

اپنے سجادہ نشینوں میں یہ وصیت کردی کہ چونکہ اس خانقاہ کے ساتھ ساڑھے سات سو گھماؤں اراضی ہے۔ باغات ہیں، بہت سے چاہ ہیں۔ اس لئے یہ ساری فصل و پھل مسافروں کے لئے بطور لنگر استعمال ہو۔ چنانچہ جس قدر 1900ء سے قبل سجادہ نشین ہوئے وہ شادی شدہ نہ تھے اور ان کا اصول تھا کہ جس شخص کو خلیفہ بنانا مقصود ہوتا تھا۔ اس کو اپنی بیماری کے زمانہ میں ہی نماز پنجگانہ کی امامت پر مقرر کر دیتے تھے۔ اس خانقاہ کے علاوہ ساتھ والے گاؤں دلیل پور میں سلسلہ عالیہ قادریہ کی درگاہ تھی اور کلانور تو صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کا مسکن تھا۔

قاضی شیخ محی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ:

قاضی شیخ محی الدین قادری بن شیخ جلال الدین بن شیخ محمد غوث بن شیخ شمس الدین ہراتی بخاری کے آباؤ اجداد ہرات سے ٹھٹھہ اور وہاں سے ہندوستان تشریف لائے۔ ولادت آپ کی ٹھٹھہ (سندھ) میں 1495ء میں ہوئی مگر زندگی کے آخری ایام میں یعنی اکبر بادشاہ کے زمانے میں ٹھٹھہ سے نقل مکانی کر کے براستہ اوچ، لاہور، بٹالہ ہوتے ہوئے کلانور مستقل طور پر اقامت گزین ہوئے۔ آپ حضرت شاہ سکندر قادری کے فیض یافتہ بزرگ تھے۔ آپ نے حضرت شاہ بدر دین دیوان گیلانی المتوفی 916ء کی زیارت مسانیاں میں کی تھی اور اُن سے فیض حاصل کیا۔ شاہ بدر دیوان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اعلیٰ حضرت شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا۔ شاہ بدر دیوان رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ لاہور میں بھی واقع ہے۔

دوران سیاحت آپ نے سینکڑوں اولیاء اللہ سے فیض حاصل کیا۔ مرقد منور حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری لاہور پر حاضری دی اور چلہ کشی بھی کی۔ وصال آپ کا بوقت عصر 1046ھ بمطابق 1636ء میں ہوا۔ ابھی آپ عصر کی نماز سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ حرکتِ قلب بند ہوگئی اور آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ مزار اقدس قصبہ کلانور ضلع گورداسپور انڈیا میں ہے۔ جس جگہ شہنشاہ اکبر نے تخت نشینی کی تھی۔ اس جگہ سے جمیل بیگ کی خانقاہ کے درمیان نزد کرن ندی ایک نہایت پُر فضا مقام پر آپ کا مرقد منور اب بھی موجود ہے۔

شیخ محمد افضل قادری کلانوری رحمۃ اللہ علیہ:

قصبہ کلانور ضلع گورداسپور بھارت کو قدیم زمانہ سے نہایت اہمیت حاصل رہی ہے۔ قدیم ہندو زمانہ میں وِشنو کا مندر کرن ندی کے کنارے ہونے کی وجہ سے اس کو بہت شہرت حاصل تھی اور ہر سال اس دیوتا کے سالانہ تہوار پر لاکھوں ہندو شرکت کیا کرتے تھے۔ بعد ازاں جب اسلام آیا تو عساکرِ اسلام لاہور و سیالکوٹ سے اسی راستہ دہلی اور سرہند کی طرف گزرتے تھے اور اس زمانہ میں اس کو ایک شاہی پڑاؤ کی حیثیت حاصل تھی۔ عہدِ مغلیہ میں یہ قصبہ بہت اہمیت حاصل کر گیا اور اس کی آبادی میں کثرت سے اضافہ ہوا اور بے شمار راجپوت بھی یہاں آباد ہو گئے تو اس زمانہ میں شیخ محمد افضل کلانوری رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور آ کر شیخ ابو محمد قادری خلیفہ مجاز حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی اور پھر پیر و مرشد کے حکم سے واپس کلانور جا کر اشاعت و تبلیغ اسلام میں مصروف رہے۔

''پنجاب میں اردو'' میں تحریر ہے کہ شیخ محمد افضل کلانوری کی شخصیت نے ادبیاتِ پنجاب پر خاصہ اثر ڈالا ہے۔ آپ نے قصیدہ غوثیہ کی فارسی زبان میں ایک شرح لکھی تھی۔ آپ کے خلفاء اور مریدین میں شیخ محمد فاضل الدین قادری بٹالوی اور شیخ محمد نور قادری بہت مشہور و معروف ہیں۔ آپ کی وفات 1122ھ بمطابق 1710ء بیان کی جاتی ہے۔

شیخ کمال قادری کلانوری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ شیخ الاولیاء ملا محمد کے صاحبزادے تھے۔ ولادت 1665ء میں بعہدِ اورنگ زیب عالمگیر میاں کوٹ ضلع گورداسپور میں ہوئی۔ اپنے والد گرامی سے ابتدائی بیعت قادری سلسلہ میں کی اُس زمانہ میں بٹالہ شریف میں خواجہ محمد افضل قادری کلانوری کے خلفیہ مجاز حضرت ابوالفرح محمد فاضل الدین قادری موجود تھے۔ آپ اُن کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تھے اور فیض حاصل کیا تھا۔ دوسری بیعت آپ نے شیخ محمد نور قادری خلفیہ حضرت شیخ محمد قادری کلانوری سے کی جو اردو پنجابی زبان کے شاعر تھے اور جنہوں نے

حضرت شاہِ جیلان کی توصیف میں بہت سی منقبتیں لکھی تھیں۔ آپ کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ آپ نے جھنگی اور چھوٹی کھوئی اور بڑی کھوئی کے درمیان ایک ملھہ میں ریاضت و عبادت اس قدر کی تھی کہ اس ملھہ کو ہی پیر ملھہ کہا جانے لگا۔ آپ کی ریاضت اور عبادت اظہر من الشمس تھی۔ جب نواب عبدالصمد خاں دلیر جنگ ناظم لاہور اور بندہ بیراگی کی افواج میں گورداسپور اور کلانور کے درمیان جنگیں ہوئیں تو آپ مجاہدانہ طور پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ کفر کے خلاف معرکہ آرا ہوئے اور نمایاں کردار ادا کیا۔

آپ بھی لاہور تشریف لائے تھے اور یہاں کے بے شمار علماء اور فقہاء سے ملاقی ہوئے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔ نیز نہایت خوش رو، خوش گو اور خوش خو تھے۔ مزارِ منور اپنے خاندانی قبرستان میں جو کہ قصبہ میاں کوٹ کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ اپنے والد بزرگوار کی پائنتی میں برلبِ جوہڑ مدفون ہوئے۔ وفات 1739ء میں ہوئی۔

آپ کے فرزند خواجہ حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جو 1737ء میں پیدا ہوئے۔ ظاہری علوم وفنون کی تکمیل اپنے والد ماجد سے کی۔ پھر سیر وسیاحت کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور مختلف مقامات سے بیشمار بزرگان سے اکتساب فیض کیا۔ آپ کے عہدِ حیات کلانور اور مضافات پر جے سنگھ کنہیا نے قبضہ کر لیا تھا۔ انہیں ایام میں خواجہ حسین اور آپ کے فرزندِ ارجمند خواجہ احمد لاہور آئے۔ یہاں انہوں نے شیخ عبداللہ بلوچ قادری سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ آپ کا لاہور آنے کا راستہ باکوال نزد شاہدرہ کی طرف سے تھا۔ جہاں سلسلہ عالیہ قادریہ کی ایک عظیم خانقاہ و دستگاہ موجود تھی۔ آپ نے حضرت شاہ سردار قادری، حضرت مصاحب خاں خورد قادری، شیخ جان محمد قادری باکوال سے تعلقات رکھے تھے جس طرح یہ اصحاب سکھوں کے خلاف اسلامی تنظیم کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح آپ بھی دینِ اسلام کی ترقی میں ساری عمر کوشاں رہے۔ آپ کی وفات 1797ء میں ہوئی۔ مرقد منور اپنے خاندان کے قبرستان میاں کوٹ میں تالاب کے کنارے واقع ہے۔

اس زمانہ میں جب کہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سرہندی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا زمانہ تھا اور یہ حضرات بے شمار دفعہ مدینۃ

الاولیاءتشریف لائے تو ان حضرات کا ضرور اس خانقاہ عالیہ سے گزر ہو گا اور یہاں کے بزرگان سے ملاقات کی ہو گی ۔ ان میں حاجی محمد حسین چمڑہ پوش سیاح قادری المتوفی 1663ءاور حضرت قاضی شیخ محی الدین کلانوری المتوفی 1636ءبہت نامور بزرگ تھے۔

بزرگانِ کیتھل کے مزاراتِ عالیہ پر قیام پاکستان کے بعد روشن لال گپتا ریٹائرڈ سیکشن آفیسر کی نگرانی میں 1960ء میں پنجاب وقف بورڈ آف انڈیا کی طرف سے ہر سال عرس ہوتا رہا۔ یہ عرس 28 تا 31 مارچ درگاہ عالیہ کیتھل شریف ضلع کرنال صوبہ ہریانہ (بھارت) میں ہوتا ہے۔ عرس کی تقریبات میں دہلی، یوپی، حیدرآباد، دکن، مشرقی پنجاب اور صوبہ ہریانہ کے اضلاع سے بلاامتیاز مذہب وملت لوگ شرکت کرتے ہیں۔ 1980ء میں سالانہ عرس کی تقریبات میں حضرت صاحبزادہ مقبول محی الدین گیلانی (ڈیرہ غازی خاں پاکستانی) زائرین کی ایک جماعت کے ساتھ شامل ہوئے۔ نیز بھارت کے مرکزی وزیر ریلوے کرشن چند پانڈے، سید حسن عسکری صدر کی انڈیا کانگرس، جنرل سیکریٹری آل انڈیا یوتھ کانگرس، وقف بورڈ کے چیئرمین انوار خان، چیف منسٹر صوبہ ہریانہ اور دیگر ممبران پارلیمنٹ نے بھی شرکت کی اور مزارات عالیہ پر چادریں اور پھول چڑھائے نیز نذرانہ پیش کیا۔ ایک مرتبہ سابق صدر جمہوریہ نے بڑی عقیدت مندی سے حاضری دی تھی۔ رات کو بھارت کے نامور قوالوں اور گلوکاروں نے حصہ لیا۔ لاؤڈ سپیکر کا معقول انتظام تھا۔ حاضرین میں نوے فیصد غیر مسلم، تاجر، سیٹھ، وکلا، لیکچرار، تعلیمی اداروں کے طلباء اور کچھ مسلم زائرین بھی حاضر تھے۔ عرس مبارک کی ریڈیو رپورٹ آل انڈیا ریڈیو دہلی نے 12 اپریل 1800ءکو سنائی۔ حکیم خورشید عالم ہاشمی 1102- بڑا بازار، کشمیری گیٹ، دہلی کا خط بنام صاحبزادہ سید مقبول محی الدین کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ڈیرہ غازی خان پاکستان ہفت روزہ الہام پاکستان بہاول پور مورخہ 7- فروری 1980ء شائع ہو چکا ہے۔ جس میں عرس مبارک کی مکمل روداد شائع ہوئی تھی۔ خط سے یہ بھی ظاہر ہے کہ وقف بورڈ کو کیتھل کے اوقاف کا سالانہ 3 لاکھ روپیہ وصول ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام سید رضی الدین ہے۔آپ خواجہ محمد باقی باللہ کے نام خواجہ بیرنگ لقب سے مشہور ہیں۔آپ کی تاریخ پیدائش 971ھ ہے۔آپ کے والد کا نام قاضی عبدالسلام ہے۔آپ کی نانی خاندانِ سادات سے تعلق رکھتی تھی۔ابتدائی علوم سے فارغ ہو کر آپ مولانا صادق حلوائی کی خدمت میں پہنچے۔آپ اُن کے ساتھ قابل سے ماورالنہر گئے۔آپ ماورالنہر میں درویشوں، فقیروں اور اہلِ دل کی تلاش میں گھوما کرتے تھے۔اسی تلاش میں آپ بلخ، بدخشاں اور سمرقند تشریف لے گئے۔لاہور بھی تشریف لائے۔جن بزرگان کے روحانی فیوض و برکات سے آپ مستفید اور مستفیض ہوئے ان میں حضرت خواجہ عبید، حضرت امیر عبداللہ بلخی، حضرت شیخ سمرقندی، حضرت شیخ بابائی والی قابل ذکر ہیں۔لاہور میں ایک مجذوب رہا کرتا تھا آپ نے اُس سے ملنے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہے۔آخر کار ایک دن اُس مجذوب نے آپ کو اپنے پاس بلا کر بہت سی دعائیں اور بہت سی باطنی نعمتیں دیں۔ لاہور سے ماورالنہر تشریف لے گئے۔آپ نے حضرت خواجہ املنگی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں "اے فرزند! ہم تمہارے منتظر ہیں جلد آؤ اور ہمارے انتظار کی تشویش کو دور کرو"۔

آپ اُن کی خدمت بابرکت میں پہنچے۔آپ نے اُن سے بیعت کی۔آپ نے دو شادیاں کیں۔آپ کے دو لڑکے ہوئے۔حضرت خواجہ محمد عبیداللہ ایک بیوی سے ہے اور حضرت خواجہ محمد عبداللہ دوسری بیوی سے ہے۔حضرت خواجہ محمد عبداللہ اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد عبیداللہ سے چار سال چھوٹے ہیں۔آپ کا وصال 25 جمادی الاخر 1012ھ میں ہوا۔وفات کے وقت آپ کی عمر 40 برس تھی۔مزار مبارک دہلی میں ہے۔

(تاریخ وفات "سحر معرفت") (بحوالہ حضرات القدس، زبدۃ المقامات، انوار العارفین)

شرائف غوثیہ سے منقول ہے حضرت شاہ سکندر قدس سرہٗ لاہور سے واپسی پر سرہند ٹھہر کر جایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ آپ کے ساتھ کچھ شکاری کُتے بھی تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شیخ احمد ''ہمارے یہ کُتے گرمی کی شدت سے بے تاب ہیں انہیں نہلا دو''۔ جب وہ نہلائے گئے تو آپ بہت مسرور ہوئے۔ حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے:

شستن سگانِ شاہ سکندر آں در بارۂ من
عنایت فرمود کہ در مدت العمر گاہے ندیدہ بودم

ایسے واقعات عالم لوگوں کی فہم سے بالاتر ہیں۔ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہم السلام کے واقعہ کو ذہن میں رکھنے کے بعد بات صاف ہو جاتی ہے۔

حضرت شیخ ابو سعید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کچھ ایسا ہی معاملہ پیش تھا۔ اُن کے مرشد حضرت نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کُتوں کی دیکھ بھال اُن کے سپرد کی تھی۔

کار یاکاں را قیاس از خود بگیر
در نوشتہ یکسان آید شیرو شیر

(مآخذ شرائف غوثیہ قلمی از حضرت شاہ غلام غوث بٹالوی، گلزارِ قادری اور دربارِ قادری دربارِ قادری بٹالہ شریف کے کتب خانہ میں ہیں)۔

مسجد نور المعروف چٹی مسجد:

جامعہ مسجد نور المعروف چٹی مسجد لاہور کے جنوب مشرق میں واقع ہے مغلپورہ میں ریلوے پھاٹک کے قریب غازی آباد کے علاقے میں چٹی مسجد واقع ہے۔ غازی آباد کا پرانا نام کمہار پورہ تھا۔ یہ عظیم الشان یادگار مسجد ہے جس کے در و دیوار ''مجدد ہزارہ دوم'' حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مستفید ہونکی وجہ سے آج بھی کیف اور وجد کی کیفیت سے سرشار دکھائی دیتے ہیں۔

حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

شاہ صاحب! آپ کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ ایک مسجد آباد کرائیں گے''۔

اس ارشاد گرامی کے بارہ سال بعد ایک دفعہ مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ضلع فیروپور میں حاضر ہوئے تو آپ نے مولوی

صاحب سے یوں فرمایا:

''ریلوے اسٹیشن (مغلپورہ) لاہور کے جنوب مشرق کی جانب ریلوے لائن کے قریب ہمارے بزرگوں (حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ باقی باللہ کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی) ایک بابرکت مسجد ہے جو عرصہ دراز سے غیر آباد ہے اسے آباد کرنا ضروری ہے''۔

حضرت مولوی چراغ دین رحمۃ اللہ علیہ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر لاہور آئے اور انہوں نے ریلوے لائن مغلپورہ کے پاس ایک مسجد دیکھی اور واپس جا کر اس کے بارے حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا آپ نے محل وقوع دریافت کرنے پر فرمایا یہ مسجد نہیں ہے دوبارہ جاؤ ان شاءاللہ وہ مسجد مل جائے گی''۔

چنانچہ مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ لاہور تشریف لائے اور مسجد کی تلاش شروع کر دی آخر کار انہیں پہلی مسجد سے مغرب کی طرف جھاڑیوں، درختوں اور مٹی میں چھپی اور دبی ہوئی ایک قدیم طرزِ تعمیر کی مسجد دکھائی دی تو انہوں نے واپس حضرت صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موضع کرمانوالہ (فیروز پور انڈیا) میں جا کر مسجد کے بارے میں عرض کیا تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا:

''بس یہی مطلوبہ مسجد ہے جس سے ملحقہ ایک کنواں بھی ہے''۔

مولوی قربان علی حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے اور مسجد نور کی تعمیر کے متعلق محمد دین پنکھوں والے کی درخواست پیش کی تو آپ نے فرمایا مولوی جی! یہ بالکل ٹھیک ہے کہ وہ بہت عالیشان مسجد تعمیر کروا دیں گے۔ لیکن حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کہاں سے لائیں گے؟

میاں سرکار دامت وبرکاتہم العالیہ نے خاکسار کے ہمراہ خواجہ باقی باللہ کے حجرہ مبارک کی زیارت کی اور نوافل ادا کیے۔

شاہ جیو رحمۃ اللہ علیہ:

ایک مرتبہ امام ربانی کے سب سے چھوٹے صاحبزادے کھیلتے ہوئے آئے اور

حضرت شاہ سکندر قدس سرہٗ کی گود میں آ کر بیٹھ گئے۔ مرشد امام ربانی نے انہیں اپنی آغوش میں لے لیا اور توجہ دی۔ اس پر امام ربانی نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا آج سے میں اس بچہ کو نام لے کر نہیں پکاروں گا کیونکہ یہ شاہوں کی گود میں بیٹھ چکا ہے۔ یہ صاحبزادے شاہ جیو کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت شاہ موسیٰ ابوالمکارم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا خاندان زہد و تقویٰ اور علم و فضل میں وحید الاثر تھا۔ آپ کے والد گرامی شیخ الآفاق شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ مشہور قادری رحمۃ اللہ علیہ گزرے ہیں۔ حضرت شیخ داؤد کرمانی شیر گڑھی رحمۃ اللہ علیہ نے قبولہ کی طرف سے آئے ہوئے ایک شخص سے فرمایا کہ "تم یہاں میرے پاس کیوں آئے ہو، تمہاری طرف غوثِ اعظم کا لختِ جگر آیا ہوا ہے"۔ 25 رمضان 988ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار آپ کی زندگی میں تعمیر ہو گیا تھا۔ لاہور میں ملا جمال تلوی اور ملا اسماعیل سے آپ کی ملاقات رہی ہے۔ سید جمال الدین قادری ملتانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلفاء میں سے تھے۔

حضرت شاہ برہان بخاری قادری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی ولادت لاہور میں 981ھ بمطابق 1573ء ہے۔ سادات بخاری تھے۔ آپ کے والد محبّ اللہ بہاولپور سے لاہور آئے تھے۔ آپ حضرت شاہ موسیٰ ابوالمکارم سے فیض یافتہ تھے۔ حضرت شاہ موسیٰ ابوالمکارم رحمۃ اللہ علیہ شاہ کمال کیتھلی کے فرزند تھے۔ حضرت میاں میر کی مجالس میں برابر نشست فرماتے تھے۔ نواب سعد اللہ خاں جب یتیمی کی حالت میں لاہور آیا تو آپ نے ہی اُسے حضرت خواجہ بہاری قادری کے سپرد فرمایا کہ تعلیم و تربیت مکمل کر سکے۔ 1041ھ بمطابق 1650ء میں وصال ہوا۔ مزار چنیوٹ میں ہے۔ آپ کا ایک مزار لاہور دہلی دروازے کے باہر ہے اور دوسرا چنیوٹ میں مریدوں نے بنوایا۔ وزیر اعظم سعد اللہ خاں نے آپ کا مقبرہ تیار کروایا۔ شاہی مسجد چنیوٹ اور مقبرہ دونوں شاہجہاں کے حکم سے تعمیر ہوئے۔ لاہور والے مزار پر آپ کو پہلے امانتاً دفن کیا گیا تھا

جہاں آج بھی گلی شاہ برہان سٹریٹ میں مزار واقع ہے۔

حضرت ملا ابراہیم روحی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت میاں میر کے قابل فخر مرید تھے۔ میاں میر پنڈ میں مزار پُر انوار واقع ہے۔ آپ کی قبر کے ساتھ آپ کے پیر بھائی حاجی سلیمان کی بھی قبر پُر انوار ہے۔ حضرت ملا ابراہیم روحی نے بھی حضرت شاہ موسیٰ ابوالمکارم رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا۔

حضرت شاہ عبداللہ سکندر رؤس الاولیاء قادری رحمۃ اللہ علیہ:

رؤس الاولیاء حضرت شاہ سکندر قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور حضرت شاہ عماد الدین کے نور نظر تھے۔ آپ نے بچپن سے ہی اپنے جد امجد کی صحبت میں رہ کر روحانی اور باطنی علوم کی تکمیل فرمائی تھی۔ تقریباً 963ھ آپ کی ولادت کا سال ہے۔ (قطعہ تاریخ: آفتاب جمال عرفاں)

اور وصال 1025ھ ہے۔ (قلزم علم وبصیرت)

خاندانی روایت:

حضرت میاں مقبول محی الدین گیلانی دامت وبرکاتہ فرماتے ہیں کہ خاندانی روایت کے مطابق کہ مطابق حضرت طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے منسلک قدیم مسجد میں جہاں قبر کا نشان بنا ہوا ہے، وہ دراصل حضرت شاہ سکندر قادری قدس سرہٗ کی نشستگاہ تھی۔ احقر نے جب مرد قلندر حضرت سید نعیم محی الدین گیلانی قدس سرہٗ المعروف لال میاں سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا تو آپ نے بھی تصدیق فرمائی اور اپنی نظر شفقت سے خاکسار کو دعا دی۔ لال میاں سرکار کا وصال 15 دسمبر 2011ء شبِ جمعہ کو ہوا۔

میاں سرکار نے احقر سے فرمایا کہ پہلے میری سرسری ملاقات لال میاں سے اُن کے عزیز سید افتخار احمد کے ساتھ ہوئی تھی باقاعدہ ملاقاتیں احقر کے ہمراہ ہوئیں لال بادشاہ سرکار میاں مقبول محی الدین گیلانی قدس سرہٗ کا نہایت احترام کرتے تھے۔

حضرت شیخ محمد طاہر بندگی قادری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1040ھ):

حضرت شیخ محمد طاہر بندگی کے قلب و روح پر حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہٗ کی توجہات قادریہ کا اتنا اثر غالب ہو چکا تھا کہ ایک دفعہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہٗ لاہور بمقام موجودہ چونا منڈی متصل موتی بازار لاہور تشریف لائے اور حضرت شیخ محمد طاہر بندگی کے مکان پر پہنچے اس وقت حضرت شیخ محمد طاہر بندگی بالائی منزل پر تھے۔ آپ نے حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہٗ کو دیکھتے ہی بے اختیار بالائی منزل سے چھلانگ لگا کر قدم بوسی کرنے کا ارادہ کیا تو شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہٗ کو آپ کی قلبی حالت معلوم ہوگئی اس لئے فوراً فرمایا ''محمد طاہر'' حوصلہ سے کام لو اور سیڑھی کے ذریعے نیچے آؤ''۔

میاں سرکار کے حکم پر خاکسار نے چونا منڈی متصل موتی بازار، حضرت طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش کی زیارت کی۔

حضرت شیخ عبدالرحمان لاہوری المعروف کوٹلی پیر عبدالرحمان لاہوری:

(متوفی:1050ھ)

شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے شہر کے ایک اور باشندے ملا عبدالرحمٰن لاہوری المشہور کوٹلی پیر عبدالرحمٰن بھی حضرت شاہ سکندر قادری کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ ایک بار حضرت شاہ سکندر قادری کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ملا عبدالرحمٰن کے مکتب سے ہوا۔ جب ملا کی نظر آپ کے روئے منور پر پڑی تو وہ بے اختیار ہو کر دوڑا اور قدم بوس ہوا۔ پھر آپ نے شیخ طاہر کے گھر کا رخ کیا۔ مگر ملا عبدالرحمٰن پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ آپ نے شیخ طاہر کے گھر پہنچ کر شیخ طاہر سے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''یہ بڑا نیک ملا تیرے لئے شکار کر کے لایا ہوں''۔

اور پھر عبدالرحمٰن مراتب عالیہ پر فائز ہوئے۔ اُن کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں داخل کر کے خلافت بھی عنایت فرمائی۔ اس کے بعد شہر لاہور کے سینکڑوں افراد آپ سے فیض یاب ہوئے۔

آپ عالم بے بدل اور فاضل اجل تھے علوم حدیث اور فقہ کا درس دیتے تھے اپنے ہاتھ سے قرآن پاک فقہ و حدیث کی کتابیں لکھ کر کسب معاش کرتے تھے۔ اولیاء اللہ کی خدمت کرنے کا جذبہ شروع ہی سے موجود تھا لیکن پابند شرع ہونے کی وجہ سے خلافِ شرع کام کرنے والوں کے خلاف ہو جاتے تھے اور جب تک اُسے راہِ راست پر نہ لے آتے چین سے نہ بیٹھتے تھے۔ کوٹلی پیر عبدالرحمٰن لاہور میں ایک بستی ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی ہے۔ موجودہ شالیمار ہسپتال کے سامنے ساہواڑی روڈ ہے۔ روڈ سے تھوڑے فاصلے پر بائیں جانب کوٹلی پیر عبدالرحمٰن واقع ہے۔ آپ کے مزار کے ساتھ قبرستان بھی ہے۔ مزار کے ساتھ ایک مسجد ہے اور ایک بڑ کا قدیم درخت بھی ہے۔ ٹکسال کے عقب میں آپ کا مزار ہے۔ حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ جب لاہور تشریف لاتے تو آپ کے پاس ہی قیام فرماتے۔ اُس زمانے میں قاضی صدر الدین لاہوری، ملا ابوالفتح لاہوری، ملا عبدالجلیل لاہوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت قطب الاقطاب کے دامنِ فیض سے وابستہ تھے۔ حضرت شاہ سکندر کیتھلی کی عظمت و بزرگی کا شہرہ لاہور میں خوب تھا۔ ملا عبدالرحمٰن ان باتوں کے شدت سے منکر بلکہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ شیخ طاہر بندگی چونکہ بندگانِ درگاہ میں سے تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ حضرت شاہ سکندر قادری رحمۃ اللہ علیہ کا سامنا ملا عبدالرحمٰن لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہو۔ اس لئے جب کبھی حضرت شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ باہر نکلتے تو طاہر بندگی اُس راستے سے قطب الاقطاب کو نہ لے جاتے جہاں ملا عبدالرحمٰن اپنے تشنگانِ علم کو اپنے چشمۂ فیض سے سیراب کیا کرتے تھے لیکن شیخ طاہر بندگی کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں اور حضرت شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ اُسی راہ پر چل نکلے جہاں ملا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی فروگاہ تھی۔ پاسِ ادب سے سیدنا طاہر بندگی خاموش رہے وہ کسی بھی خلافِ مزاج واقعہ کے رونما ہونے کے خوفزدہ تھے اور دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہے تھے کہ وقت خیریت سے گزر جائے لیکن جب حضرت شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ ملا عبدالرحمٰن کی فروگاہ کے سامنے پہنچے اور آپ کی نگاہِ کرم ملا عبدالرحمٰن پر پڑی تو فوراً ہی ملا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت ہی بدل گئی اور ملا عبدالرحمٰن بے سروپا دوڑے اور سلامِ

مسنون اور مصافحہ اور معانقہ کے بعد دم بخود ساتھ چل پڑے۔ حضرت شیخ طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ملا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ پیروں کو دیکھ کر یا تو جھگڑا کرتے ہیں یا امتحان و آزمائش کا راستہ اختیار کرتے ہیں لیکن یہاں اولین نگاہ نے تمام قصہ پاک کر دیا۔

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلیری کیا ہے

(کبھی کبھی آپ کے ساتھ شکاری کتے بھی ہوتے تھے۔ خدا جانے اس میں کیا حکمت ہوتی تھی۔ اللہ والوں کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا)۔

اور جناب ملا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام علم و فضل کی بزرگی کو بلائے طاق رکھ کر حلقہ شامل ہو گئے۔ فقر اور درویشی میں قدم نہ رکھتے تو فقط ملا ہی رہتے۔ حضرت شاہ سکندر قادری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر نے ملا عبدالرحمٰن کی زندگی کو بدل ڈالا۔ ملا عبدالرحمٰن لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 1050ھ میں ہوا۔ (بحوالہ مجددین سلسلہ قادریہ)

خاکسار کی خوش بختی ہے کہ میاں مقبول محی الدین گیلانی اور آپ کے صاحبزادے سید احمد کمال عرف عرشی میاں، فہیم افتخار، صاحبزادہ زبیر احمد واسطی کے ہمراہ مزار شریف پر حاضر ہوئے۔

چھپڑی:

روایت کے مطابق حضرت پیر عبدالرحمٰن کے پاس ایک مغلیہ عورت آئی جسے کوڑھ کا مرض تھا۔ حضرت نے جہاں اپنی ایڑھی رکھی وہاں سے چشمۂ فیض جاری ہو گیا۔

آپ کے مزار کے ساتھ چھپڑی واقع ہے۔ ہر قسم کی خارش الغرض تمام بیماریوں کے لئے اس چھپڑی کا پانی شفا ہے۔ مزار کے اندر قدیم بوڑھ کا درخت بھی موجود ہے۔

سیّد ہامون لاہوری رحمۃ اللہ علیہ:

کسی زمانے میں یہ جگہ ڈہایہ ہامون شاہ کہلاتا تھا۔ مصنف تحقیقاتِ چشتی لکھتا ہے "کہ ایک ٹیلہ پر چار قبریں پختہ، ایک ہامون شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ اکبر بادشاہ کی

عملداری میں اس مقام پر دریا بہتا تھا۔ اس کے جانبِ غرب ایک احاطہ احمد علی بن یانی کا ہے''۔ موجودہ صورت میں آپ کا مزار ایک نہایت نہایت اونچی چاردیواری میں ایک چبوترے پر واقع ہے چاردیواری میں آپ کی ہی قبر ہے۔ مزار فتح شیر روڈ پر جونواں مزنگ کی طرف جاتی ہے۔ باغ گل بیگم سے آگے برلبِ سڑک نالہ کے نزدیک واقع ہے۔ ساتھ ہی ایک نئی عالی شان مسجد تعمیر ہوچکی ہے جو جامعہ قادریہ رضویہ کے نام سے معروف ہے۔ مزار اقدس کے باہر تحریر ہے ''حضرت ہامون شاہ قادری ولی''۔

حضرت ہامون شاہ قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت رؤس الاولیاء حضرت شاہ سکندر قادری رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ کا وصال 1052ھ میں ہوا۔

(بحوالہ مجدد دین سلسلہ قادریہ، مصنف سید محمود الحسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت سید ولی اللہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سید ولی اللہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم تھے۔ لاہور کے علماء میں مشہور تھے۔ آپ حضرت سید ہامون لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی ہیں۔ آپ کا مزارِ پُر انوار حضرت سید ہامون شاہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے قریب قبرستان میں واقع ہے۔ آپ کا وصال 1057ھ میں ہوا۔

ملا امام دین لاہوری:

ملا امام دین لاہوری حضرت شاہ سکندر قادری کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یاب ہیں۔ ملا امام دین لاہوری ہمیشہ درس و تدریس میں مشغول رہتے۔ اُن کے پاس طلبا کا ہجوم رہتا۔ وہ اپنے تقویٰ اور طہارت کے لحاظ سے عوام کی نگاہ میں نہایت احترام سے دیکھے جاتے تھے۔

ملا ہادی محمد رحمۃ اللہ علیہ:

لاہور کے رہنے والے تھے۔ یہی پیدا ہوئے اور تعلیم حاصل کی۔ انہیں ہمیشہ طالبعلمی پر ناز رہا۔ معقولات سے بچتے تھے البتہ علمِ دین سے خاص شغف تھا۔ اور جہاں کسی

محدث کا پتا معلوم ہوا۔ پہنچ کر حدیث میں اُن سے درس لیا۔ دینی علوم کو خوب جانتے تھے۔ اہل اللہ کی تلاش میں رہتے تھے۔ حضرت شاہ سکندر قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ملاقات میں ہی اُن کے گرویدہ ہو گئے۔ اکثر اُن کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اپنے مرشد کے حکم سے اپنے مکان کے سامنے مسجد بنائی، وہاں درس دینا شروع کیا۔ اسی مسجد میں نمازِ پنجگانہ بھی پڑھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی شہرت اور عظمت عطا کی۔ آپ ایک لمبی مدت زندہ رہنے کے بعد 1018ھ بمطابق 1609ء میں وفات پا گئے۔

(طبقاتِ شاہجہانی، مجددین سلسلہ قادریہ)

آپ کا مزار پُر انوار حضرت پیر عبدالرحمٰن کے ساتھ واقع ہے۔

ملا ابوالفتح لاہوری رحمۃ اللہ علیہ:

ملا ابوالفتح لاہوری حضرت شاہ سکندر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ بگوش تھے۔ ملا ابوالفتح لاہوری کا درس بڑا مشہور تھا۔ آپ کے بھائی عبدالجلیل شہر کے مفتی رہے۔ آپ کے متوسلین میں سے ملا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ لاہوری المعروف کوٹلی پیر عبدالرحمٰن بڑے مشہور مدرس تھے۔ انہی کے معاصر ملا امام الدین لاہوری تھے جو ہمیشہ درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ عام علماء کے خلاف وہ سرکار سے مددِ معاش لیتے اور وظیفہ پایا کرتے تھے۔ اُن کا درس عوام میں ہر دلعزیز تھا۔ اکثر طلباء کا ہجوم رہتا۔ ایک مرتبہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کا لاہور کے قیام کے دنوں میں ملا ابوالفتح لاہوری کے مدرسے کے قریب سے گزر ہوا، جس طرف سے گزرے لوگوں پر والہانہ سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ آپ کے چہرہ مبارک پر جیسے ہی نظر پڑی تو حوش وحواس کھو بیٹھے۔

قاضی صدرالدین جالندھری ثم الاہوری رحمۃ اللہ علیہ:

قاضی صدرالدین جالندھری جالندھر میں پیدا ہوئے۔ تعلیم حاصل کرنے کے لئے لاہور آئے۔ لاہور کے ایک متجر عالم دین قاضی صدرالدین کا بیان ہے کہ حضرت شاہ

سکندر قادری رحمۃ اللہ علیہ کا اندازِ بیان دلکش، آواز بلند اور صاف، خشک سے خشک موضوع کو بھی فصاحت و بلاغت سے ادا کرتے۔ آپ کی زبان کسی کی غیبت سے آلودہ نہ ہوتی تھی۔ اس لئے سامعین مجلس سے اُٹھتے تو اپنے قلب کو پاکیزہ اور ذہن کو مصفا پاتے۔

قاضی صدر الدین لاہوری رحمۃ اللہ علیہ پر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی محبت غالب تھی اور ہر روز آپ کی روحِ مبارک کو ایصال ثواب پہنچایا کرتے تھے۔ ایک شب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا، انہوں نے فرمایا صدر الدین کیتھل میں ہمارے فرزند شاہ سکندر کے پاس جاؤ، اُن کی زبان ہماری زبان ہے۔

قاضی صدر الدین لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے فاضل اور متقی صالح تھے۔ نقلی اور عقلی علوم میں یکتا شمار ہوتے تھے۔ درس و تدریس کے علاوہ یہ کئی برس لاہور کے قاضی بھی رہے۔ اکبر کے دینِ الٰہی کے مخالف تھے۔ بڑھ کر مخالفت کی، اسی بنا پر انہیں گجرات جلاوطن کیا گیا تھا اور بھی بہت سے علماء ہیں جن کا تاریخوں میں نام محفوظ ہے مگر حالات پر تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ بعض مؤرخین نے ان علماء کے کردار کو چند لفظوں میں نمایا کیا ہے۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے اکبر کے دور کے علمی اور ادبی سرگرمیوں کا تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ملک طول و عرض میں اربابِ کمال ہوئے ہیں جنہیں شمار نہیں کر سکتے۔

قاضی صدر الدین لاہوری رحمۃ اللہ علیہ قاضی شہر ہونے کے باوجود علومِ دینیہ کی تدریس کرتے رہے۔ ''اذکارِ ابرار اردو ترجمہ گلزارِ ابرار'' محمد غوثی شطاری مانڈوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ ''گلزارِ ابرار'' کے مطابق قاضی صدر الدین لاہوری کے اپنے وقت کے فقیہوں میں سے تھے۔ صوفیہ گروہ کے ساتھ محبت اور اخلاص کے ساتھ رہتے تھے۔

پندرہ رمضان المبارک 990ھ کو غروبِ آفتاب کے وقت آپ وصال فرما گئے۔

غسل کے وقت جب غسال کو جسم شریف کے پلٹنے کی احتیاج ہوتی تھی تو آپ خود اس پہلو سے اُس پہلو کو پھر جاتے تھے۔ اور شرمگاہ کو اپنے ہاتھ سے چھپا لیتے تھے۔ یہ حال آپ کے فرزند قادری محمد کی زبانی لوگوں کی زبانِ زد ہے۔ قاضی محمد تمام علوم و فنون میں

فکر و فنا کی تمام باتوں میں اور سلوک و تصوف کے طریقہ میں فردِ کامل تھے۔ ''منتخب التواریخ'' کے مطابق آپ عالمِ متبحر اہل تصوف وسلوک کے بڑے معتقد، نہایت خوش مزاج اور مجلسی آدمی تھے۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے قادری صدر الدین جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں اُن کے کے بیٹے شیخ محمد کی علمی قابلیت کا ذکر بھی کیا ہے۔ قاضی صدر الدین جالندھری رحمۃ اللہ علیہ یا قاضی صدر الدین لاہوری رحمۃ اللہ علیہ درحقیقت ایک ہی شخصیت ہے۔

حضرت شاہ محمود عالم لاہوری المعروف حضرت بابا محمود شاہ:

آپ لاہور کے بڑے صاحب کمال اور صاحب تصرف بزرگ ہوئے ہیں۔ زُہد وعبادت اور عشق ومحبت الٰہی میں بے مثل تھے۔ حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یافتہ تھے۔ تاریخ وصال 1056ھ ہے۔ آپ کا مزار پُر انوار شاہدرہ محلّہ کوچۂ ککے زئیاں مسجد حجرہ والی میں واقع ہے۔ میاں سرکار کے ہمراہ مزار پُر انوار پر حاضری دی ہے۔

حضرت ملا حسین جامی لاہوری:

ملا حسین جامی بہت فاضل، عالم باعمل تھے۔ عمر کا بڑا حصہ درس وتدریس میں صرف کیا۔ آپ شاعر بھی تھے۔ قادریہ سلسلہ میں حضرت شاہ سکندر قادری سے فیض یاب تھے۔ 1062ھ میں انتقال ہوا۔ نمونہ کلام:

ہر کس کہ دل از مدار دنیا برداشت
عبرت ز شمار کار دنیا برداشت
گوبند زمین برسر گاؤست بلے
گاؤست کسے کہ بار دنیا برداشت

آپ کا مزار احاطہ حضرت طاہر بندگی میں ہے۔ اس کے ساتھ ایک مختصر سی مسجد بھی ہے۔ بندۂ خاکسار نے قبر کی دیوار کا تعین کیا تو میاں سرکار نے ''نشانِ دیوار مُلا حسین جامی لاہوری'' کا کتبہ لگا دینے کا حکم دیا۔ خاکسار نے ''نشان دیوار قبر'' کا کتبہ لگوایا۔ آج باقاعدہ وہاں مزار پُر انوار کا کتبہ لگا ہوا ہے اور باقاعدہ ہر سال عرس کروایا جاتا ہے۔

حضرت سیّد حسن شاہ ولی:

آپ کا مزار شاہدرہ ٹاؤن (خطہ شیراز) ایک میل کے فاصلے پر جانب شمال واقع ہے۔ آپ کی نسبت بھی حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہٗ ہے۔

حاجی نور سکندر قادری احاطہ پراچیاں میانی صاحب:

شاہجہاں بادشاہ کے عہد میں لاہور کے نہایت عابد و زاہد دولت مند سخی تھے۔ آپ نے شہنشاہ کو بھی کسی مہم میں خطیر رقم دی تھی سات حج کیے۔ 1070ھ میں انتقال ہوا۔ احاطہ پراچیاں میانی قبرستان لاہور میں مدفون ہیں۔ حضرت شاہ سکندر قادری رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے پیدا ہوئے۔ اور ان سے ہی عقیدت مندی رہی۔ احقر مرشد کے ہمراہ مزار پر حاضر ہو چکا ہے۔

شاہ عبدالکمال المعروف حضرت سید داتا حیدر شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ علیہ:

میاں مقبول محی الدین گیلانی کیتھلی کے ہمراہ خاکسار نے مزار پُر انوار کی زیارت کی سرکار عالی مقام نے فرمایا: درمیان والا روضہ حضرت عبدالکمال قادری لاہوری کا ہے۔ مزار پُر انوار پر تین قبور ایک جیسی ہیں۔ نظر کمال غوثیہ کی بدولت علم ہوا کہ صاحب مزار درمیان میں ہیں ساتھ ہی قبرستان ہے کھجوروں کے قدیم بہت سے درخت بھی ہیں اور بڑا باغ بھی ہے۔ یہ حضرت شاہ سکندر قادری رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے پیدا ہوئے اور انہیں قادریہ سلسلہ میں خلافت انہیں سے حاصل تھی۔ مزار شاہدرہ مین بازار کے قریب والی گلی میں واقع ہے۔

زبدۃ المقامات سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و بزرگی سے تو واقف ہیں مگر انہیں ہمارے دادا مرشد حضرت شاہِ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں کی خبر نہیں۔

ملتان میں اعلیٰ حضرت کے خلفاء کے نام حضرت جلال الدین کھگہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید عیسیٰ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ اسماعیل ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حافظ اسماعیل ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سات قرأت کے حامل تھے۔ آپ کا مدفن نزد مائی پاک دامن ملتان میں واقع ہے۔

خرقۂ غوثیہ:

اس خرقہ کو خرقۂ معراجیہ بھی کہا جاتا ہے۔ شب معراج کو منشائے ایزدی کے تحت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا تھا پھر حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ سکندر قدس سرہٗ کے توسل سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا۔ اس خرقہ کی اہمیت اور عظمت کے پیش نظر اسے پاکر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بے حد مسرور اور خوش ہوئے تھے کیونکہ یہ امانت حضرت امام مہدی کی تھی۔ ظہورِ مہدی پر عالم رویا میں یہ امانت ان کے سپرد ہوگی۔ (مرشد نے خاکسار سے فرمایا یہ خرقہ پھر کسی کو نہیں ملا)۔

واقعہ: ایک مرتبہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی نے اپنے قیام لاہور کے دوران شیخ طاہر بندگی کو فرمایا کہ شہر میں منادی کروادی جائے کہ جس کو لڑکے کی ولادت منظور ہو وہ نذرِ نیاز لے کر حاضر ہو جائے۔ منادی کرادی گئی۔ ہزاروں حاجت مند آ گئے۔ شہر کے چند نوجوان اس اعلان پر تمسخر کر رہے تھے۔ انہوں نے ایک لڑکے کو لڑکی کے لباس میں نذر و نیاز دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا۔ کچھ تامل کے بعد آپ نے اس کی نذر قبول کر لی۔ وہ نوجوان اس بات پر اور زیادہ مذاق اُڑانے لگے کہ دیکھئے انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ یہ لڑکا ہے یا لڑکی۔

آپ نے ان ایام میں سینکڑوں لڑکوں کی بشارت دی۔ آخر میں ایک مُغل خاتون آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، پہلے تو آپ نے انکار فرمایا لیکن اس کی گریہ وزاری دیکھ کر اس کی نذر بھی قبول کر لی، ان ایام میں آپ لاہور میں قیام پذیر رہے۔ اس واقعہ کے بعد جن کو لڑکوں کی بشارت دی گئی تھی ان کے گھروں میں لڑکے پیدا ہو رہے تھے۔ اس لڑکے کو بھی جسے لڑکی بنا کر اس کے ساتھیوں نے بھیجا تھا دردِ زہ شروع ہوا۔ درد کی شدت سے وہ چیخنے لگا۔ لوگ جمع ہو گئے باشعور لوگوں نے فیصلہ کیا کہ آپ کی خدمت بابرکت میں پیش کر

کے اس کی غلطی معاف کرائیں۔

انہوں نے عرض کی حضور انہیں معاف فرمائیں۔اسی دوران میں وہ مغل عورت بھی آ گئی جسے پہلے آپ نے انکار کیا تھا پھر اس کی نذر قبول کر لی تھی۔اس لڑکے کو حکم دیا کہ اس عورت کے پیچھے سے نکل جائے۔ بفضلِ خدا لڑکے نے اس تکلیف سے نجات پائی۔ چنانچہ وہ حمل لڑکے سے نکل کر عورت میں منتقل ہو گیا۔

لڑکی کی ولادت پر اس عورت نے آ کر شکایت کی۔آپ نے فرمایا کہ یہ لڑکوں سے زیادہ نامور ہو گی۔ یہ بڑی شہرت پائے گی۔

دائی انگہ:

یہ لڑکی تاریخ میں دائی انگہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ ایک پرہیز گار خاتون تھی۔ فریضہ حج بھی ادا کر چکی تھی۔ حضرت کے عقیدت مندوں میں سے تھی۔بیگم پورہ لاہور میں ایک خوشنما عمارت گلابی باغ ہے۔اس باغ کا بانی سلطان بیگ تھا جو کہ دائی انگہ کا شوہر تھا۔ دائی انگہ نے شاہ جہاں بادشاہ کو اپنا دودھ پلایا تھا۔ باغ کی ڈیوڑھی کے مین گیٹ سے گزرتے ہی ایک مقبرہ نظر آتا ہے گنبد کے نیچے دائی انگہ اوران کے شوہر کی دو قبریں ہیں۔ دائی انگہ کا اصل نام زیب النساء تھا۔شاہ جہاں کے دور میں اس کا بڑا عروج تھا۔اس کی عالی شان مسجد دائی انگہ کے نام سے لاہور ریلوے اسٹیشن کے پاس موجود ہے۔

ابوالفرح محمد فاضل الدین قادری بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ بانی سلسلہ فاضلیہ:

آپ ۱۰۷۰ھ مطابق ۱۶۶۰ء میں نور پور (چک قاضی) تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ سیالکوٹ اور لاہور کی تعلیمی درس گاہوں سے اکتساب علم کیا۔ آپ کے والد محترم کا نام سید عنایت اللہ تھا جو اس زمانہ میں جاگیردار تھے ان کے اجداد میں سید بدیع الدین آغا عہدِ ہمایوں میں برصغیر پاک و ہند میں تشریف لائے تھے۔آغا صاحب تحصیل شکرگڑھ میں مقیم ہوئے۔ حضرت ابوالفرح مزید تعلیم کے لئے دہلی بھی گئے۔ سید عنایت اللہ کو خان بہادر کا خطاب سرکار سے حاصل تھا۔انہوں نے عربی اور فارسی علوم کی تحصیل مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی کے نواسہ ابوالحسن فتح محمد اور میاں محمد غوث لاہوری سے کی ہے۔

بارھویں صدی ہجری میں بٹالہ میں مشائخ کا ایک خاندان آباد ہوا۔ جس کے جدِ

اعلیٰ شیخ ابوالحسن علی بغدادی معروف بہ بدیع الدین شہید حسن الجیلانی ہیں۔آپ عراق سے ہندوستان آئے تھے ان کا مزار موضع بہاری من مضافات پنجاب میں ہے۔آپ کی اولاد میں سے حضرت فاضل الدین نے علم و فضل کی وجہ سے بڑی شہرت حاصل کی۔بیس سال کی عمر میں گھر سے نکلے اور بٹالہ میں اقامت گزینی کرلی۔

قیامِ بٹالہ:

مختلف جگہوں کی سیر و سیاحت کے بعد آپ بٹالہ شریف پہنچے۔آپ نے لنگر بھی جاری کیا تھا۔جس میں صبح و شام سینکڑوں افراد کھانا کھاتے تھے۔پھر آپ نے اپنی خانقاہ میں مسجد مدرسہ اور مہمان خانے بھی تعمیر کروائے۔آپ لاہور بھی تشریف لائے تھے۔آپ کی اولاد سے اب سید نعیم محی الدین المعروف لال میاں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پُر انوار ۳۶-لارنس روڈ پر واقع ہے۔

خاندانِ فاضلیہ کے اوراد میں شامل دعائیہ اشعار:

کیتھل یو ہے شاہ کمال　　رہندے اندر جذب و جلال
جس ول ویکھن کرن نہال　　غوث مراتب قطب زمان

یارب مشکل کر آسان

آج کون مجھ سے بہتر ہے
ظل غوث جہاں جو سر پر ہے
فرد اصغر سے کیا رکھے حاجت
مہرباں جس پر قطب اکبر ہے

اے مرشد مدشدم کمالی　　محبوب جناب ذوالجلالی
ابر کرم و یم نورانی　　جسم کرم آں جناب عالی

یا شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ گیر دستم

غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لعل
شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ و شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ باوقار

(از حضرت شاہ غلام قادر اہل اللہ بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ)

پیر غلام محی الدین خان قادری المعروف پیر قادری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت شیخ طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ باطنی سے ہزاروں اصحاب بہرہ ور ہو کر مقاماتِ عالیہ پر فائز ہوئے ان کے خلفاء میں حضرت شیخ ابو محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ رئیس خطۂ میانی کا نام سر فہرست ہے۔ ان کے خلیفہ حضرت شیخ محمد افضل کلانوری رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے بہت بڑے عالم اور بزرگ ہوئے ہیں انہوں نے سلسلہ قادریہ کمالیہ کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کے دامنِ فیض سے ایک عظیم ہستی وابستہ ہوئی، جس پر فیضانِ غوثیہ کی وجہ سے عشقِ الٰہی کا غلبہ تھا۔

وہ ابوالفرح حضرت شاہ فاضل الدین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ عظیم شخصیت تھی۔ ان کے مرشد اپنے مریدوں کو تربیت کی تکمیل کے لئے بٹالہ بھیجا کرتے تھے۔ بٹالہ میں ان دنوں ایک عظیم وشان درسگاہ قائم تھی۔ حضرت شاہ فاضل الدین رحمۃ اللہ علیہ عالم بے مثال تھے۔ آپ کی چالیس سے زائد تصانیف ہیں۔ ان کی درسگاہ میں ہزاروں روپیہ یومیہ خرچ ہوتا تھا۔ عربی، فارسی، اردو اور پنجابی میں بہت عمدہ شعر کہتے تھے۔ فاضلیہ سلسلہ کی ایک شاخ جالندھر میں فروزاں ہوئی۔ جس کے روح رواں خواجہ غلام محی الدین برکی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ آپ پیر قادری کے نام سے مشہور ہوئے دیوانِ قادری کثرت سے پڑھا جاتا ہے۔ آج کل حضرت میاں نثار احمد صاحب کے فرزند کرنل جرار احمد خان برکی زیب سجادہ ہیں۔

دیوان قادری کے چند اشعار

الف آپ کو سمجھ پیارے ایسی اور عبادت ناہیں

اپنی آپ کتاب پڑھو تم ایسی اور تلاوت ناہیں

نفس اپنے پر حاکم ہونا ایسی اور شجاعت ناہیں

قادریؔ حق کا راہ بتانا ایسی اور سخاوت ناہیں

قبلہ عالم سید علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1876ء):

آپ نے جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ انگریزوں نے فتویٰ عدم جہاد پر فتویٰ لینا چاہا۔ آپ کے انکار پر آپ کی آبائی جائیداد ضبط ہوئی مگر آپ بڑے حوصلہ سے کام لیا اور آزادی کی جدوجہد جاری رکھی۔ قندِ نبات، یعنی کلیاتِ سید (قلمی) مطبوعہ دیوان سیّد آپ کی تصنیف ہے۔

آپ کے پوتے حضرت پیر سید علی احمد شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا۔ جب قائداعظم نے قومیت کی بنیاد جداگانہ حکومت کا نظریہ بنوانے میں کامیابی حاصل کی تو پیر صاحب نے قائداعظم کو کامیابی کا تاج بھیج کر قائد کی ترقی درجات اور صحت کے لئے دعا کی اور اپنی اطاعت اور حمایت کا یقین دلایا جس پر نواب زادہ لیاقت علی خاں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے بیٹے ولایت علی خاں کی زبانی پیغام بھیجا اور ایک موقع پر قائد ملت نے اپنے خط میں لکھا:

مکرمی معظمی مرشد گرامی!

السلام علیکم! آپ کی خصوصی توجہ کا شکریہ۔ آپ کے تعاون کے لئے ممنون ہوں۔ اُمید ہے آئندہ بھی مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ اور آزادی کے حصول کی کوششوں میں آپ کی دعائیں اور ہمدردیاں ہمارے شامل حال رہیں گی۔

نیازمند......لیاقت علی خاں

قبلہ سرکار پیر سید علی احمد شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

ایک ایسے بزرگ کا ذکر جن کا بابا کریم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے احترام کیا حالانکہ آپ نے انہیں کبھی نہ دیکھا تھا:

روہتک میں ایک دفعہ یہ خبر مشہور ہوگئی کہ کیتھل شریف کے ایک بزرگ میاں علی احمد گیلانی صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بابا کریم شاہ کی خدمت میں خط لکھ دیا کہ اس نام کے ایک بزرگ روہتک آنے والے ہیں مجھے کیا حکم ہے؟

ہر چند کہ انہیں آپ نے کبھی دیکھا تک نہ تھا لیکن آپ نے جواب میں لکھا ''اگر میاں صاحب روہتک تشریف لائیں تو تم انہیں اپنے گھر بلاؤ اور ایک پگڑی اور اس پر دو روپے رکھ کر نذرانہ پیش کرو''۔

یہ جواب موصول ہونے پر مجھے گونا گوں خوشی ہوئی کہ فی الواقع میاں صاحب بڑے بزرگ ہیں۔ اس قسم کا حکم آپ نے مجھے پہلے کبھی نہیں دیا تھا مجھے حیرانی بھی ہوئی کہ آپ نے کبھی میاں صاحب کو دیکھا بھی نہیں اور پھر آپ ان کے احوال سے واقف ہیں۔ اس جواب کا ذکر میں نے احباب سے کر دیا اور ہم سب بڑے شوق سے میاں صاحب کا انتظار کرنے لگے۔ اتفاق سے میاں صاحب روہتک تشریف نہ لا سکے اور موسم گرما کی تعطیلات میں بندہ مدراس جا پہنچا۔ میری عدم موجودگی میں روہتک والوں کے اصرار پر میاں صاحب آخر آ گئے۔ لوگوں میں بڑی دھوم دھام، چہل پہل رہی۔ ان کی جگہ جگہ دعوتیں ہوئیں۔ اب اسی دوران میں میرے چند احباب بھی میاں صاحب کی خدمت میں جا پہنچے اور انہوں نے میرا سارا ذکر کر دیا کہ کس طرح میں نے اپنے پیرومرشد سے حکم طلب کیا اور انہوں نے کیا جواب مرحمت فرمایا۔ پھر دوستوں نے خواہش ظاہر کی کہ اگرچہ پروفیسر صاحب تو چھٹیوں میں گھر جا چکے ہیں لیکن ہم متمنی ہیں کہ آپ اسی طرح ان کے مکان پر قدم رنجہ فرمائیں اور ہم اسی طرح آپ کی خدمت میں پگڑی اور دو روپے کا نذرانہ پیش کریں تا کہ ان کے پیرومرشد کے حکم کی تعمیل ہو جائے۔ میاں صاحب نے ازراہِ کرم یہ درخواست منظور فرما لی اور دوستوں نے میری طرف سے خدمت وغیرہ سرانجام دی اور نذرانہ پیش کیا۔ واپسی پر مجھے جب یہ اطلاع ملی تو میں بڑا خوش ہوا کہ غائبانہ طور پر جو سلوک میاں صاحب نے کیا ہے وہ ان کے بزرگ ہونے کی دلیل ہے۔ چنانچہ موقع پا کر میں کیتھل شریف جا حاضر ہوا۔ معلوم ہوا کہ آپ واقعی صاحبِ حال بزرگ ہیں۔ آپ پر جذب طاری تھا اور چہرہ مبارک پر ولایت کے انوار برس رہے تھے۔ خاندانِ قادریہ کی دو مایہ ناز ہستیوں غوث الآفاق حضرت شاہ کمال قادری وحضرت شاہ سکندر رؤس الاولیا محبوب الٰہی قدس سرۂ العزیز کے سجادہ نشین تھے۔ نیز آپ کا سلسلہ نسب خود ان دونوں حضرات سے

ملتا ہے اور حضرت پیرانِ پیر رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتا ہے۔ اس طرح آپ قادری بھی ہیں اور گیلانی بھی۔ کیتھل والے ہندو اور مسلمان سب آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ہر وقت ان کے مکان پر زائرین کا انبوہِ کثیر موجود رہتا تھا۔ ایک دفعہ کرنال کے ایک نواب بھی سلام کو حاضر ہوئے اور مدت تک آپ کی بیٹھک میں عام لوگوں کی طرح فرش پر بیٹھے رہتے۔ مگر آپ پر جذب کا یہ عالم تھا کہ کسی اور طرف آپ توجہ تک نہ کرتے تھے۔ ذکر و فکر میں ہر وقت مشغول رہتے۔

لطف یہ ہے کہ یہ بزرگ ہستی جو کیتھل سے باہر نکلنے کے عادی نہ تھے۔ بابا صاحب کے وصال کی خبر پا کر خود بہ نفسِ نفیس کیتھل سے مدراس جا پہنچے۔ آپ کے ہمراہ احباب اور خادمین کی ایک جماعت تھی حالانکہ موسم بھی سردیوں کا تھا اور راستہ میں گاڑی وغیرہ بدلنے کی زحمت بھی تھی۔ بزرگوں کے عجیب انداز ہیں:

ع دل را بدل رہیت (دل کو دل سے راہ ہوتی ہے)

آپ کے تشریف لے جانے سے عرس میں گونا گوں رونق اور فضیلت ہو گئی۔ آپ کے دیدار سے رمداس والے بہت مسرور ہوئے مجھے آپ کے وہ الفاظ بھی یاد ہیں کہ جاتے ہی آپ بابا صاحب کے مزار مبارک پر مراقب ہوئے اور اٹھے تو فرمایا:

''واہ بابا صاحب! کیا بزرگ شان رکھتے ہیں''

یہ بھی عرض کر دوں کہ حضرت بابا صاحب کے فرمان پر میں نے بارہا عمل کیا ہے۔ جب کبھی آپ ہمارے ہاں عرس حضرت بابا صاحب میں تشریف لاتے یا میں ڈیرہ غازیخاں میں گیارہویں شریف میں شرکت کرتا تو پگڑی پر دو روپے رکھ کر خدمتِ عالیہ میں پیش کرتا۔ آپ نے ہمیشہ کرم نوازی سے میرا ہدیہ قبول فرمایا اور میری دلجوئی فرمائی۔

پاکستان بننے کے بعد آپ ملتان شریف اور پھر ڈیرہ غازیخاں میں کافی عرصہ مقیم رہے اور مجھے آپ کے ہاں حاضری کا کئی بار شرف حاصل ہوا۔ آپ مجھ پر بڑے مہربان تھے۔ جب کبھی ہمیں خلوت نصیب ہوتی تو آپ علم کے دقیق رموز اور اسرار بڑی وضاحت سے بیان فرماتے اور مدتوں مجھے سرور حاصل رہتا۔

سرکارِ بغداد جناب پیرانِ پیر دستگیر سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے آپ بے حد مداح تھے اور آئے سال بڑی گیارہویں شریف بڑے اہتمام سے منایا کرتے۔ دور دور سے مریدین، معتقدین عموماً اور کیتھل والے خصوصاً شامل ہوا کرتے تھے اور دو دن، دو رات عجیب سماں بندھا رہتا۔ آپ کی موجودگی میں محبت بھرے انداز میں جب نعت خوانی ہوا کرتی تو عجیب لطف آتا اور سب سے آخر میں ختم شریف کا اہتمام قابلِ دید ہوتا تھا۔

(ماٰخذ تذکرہ کریمیہ از پروفیسر چوہدری کرم شاہ، ملتان)

سید علی احمد شاہ گیلانی کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ 1898ء (پیکر فروغ فکر) میں کیتھل شریف ضلع کرنال میں پیدا ہوئے۔ تحریک پاکستان میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مسلم لیگ کی بھرپور حمایت کی۔ جب قائداعظم نے قومیت کی بنا پر جداگانہ حکومت کا نظریہ منوانے میں کامیابی حاصل کی تو آپ نے بذریعہ تار مبارکباد بھیجی اور اس شاندار فتح پر مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے عامۃ المسلمین سے اپیل کی کہ وہ وطن کی آزادی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جائیں کیونکہ جب تک مسلمانوں میں رشتۂ محبت مستحکم نہیں ہوگا اس وقت تک بقائے دوام کی صورت پیدا نہ ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ قائداعظم کی رہنمائی میں قوم کو بے پناہ توانائی حاصل ہوگی جس کی اشد ضرورت ہے۔ قومی اتحاد کی آرزو کا تقاضا یہی ہے کہ ہم دشمن کے عزائم کو سمجھیں اور ہندو ذہنیت کی ہر چال پر نظر رکھیں۔

1946ء کے انتخابات کے موقع پر نواب سجاد علی خاں آف کرنال اور نوابزادہ ولایت علی خاں (فرزندِ اکبر ملت لیاقت علی خاں) قائدِ ملت کے فرمان پر قطب الاقطاب حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلم لیگ کی کامیابی کے لئے درخواست کی۔ اس سے قبل 6 نومبر 1945ء کے نوائے وقت لاہور میں بھی مسلم لیگ کی حمایت میں آپ کا حسبِ ذیل بیان شائع ہوا تھا۔

قیامِ پاکستان کے بعد ہجرت فرما کر ڈیرہ غازی خاں تشریف لے آئے اور 21- دسمبر 1962ء کو وہیں وصال فرمایا۔ مزار مقدس دربار قادریہ کے نام سے مرجع خلائق

ہے۔ حضرت بابا بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خواجہ عبدالرشید بدھنی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ''خشت مبارک'' آپ کے مزارِ پُرانوار کی دیوار پر آویزاں ہے۔

مزار مبارک کے گرد صاحبانِ قبور کا مختصر تعارف

(ا) سید رشید احمد المعروف داروغہ صاحب:

بڑی سرکار کے متوالوں میں سید رشید احمد کا نام سرِ فہرست ہے۔ قبلہ سرکار انہیں داروغہ صاحب کہا کرتے تھے۔ ان کے والد سید فیض محمد ناظر انبالہ کے معزز سادات گھرانہ کے چشم و چراغ تھے۔ سید فیض محمد اور اُن کے والد حضرت سائیں توکل شاہ کے ارادت مندوں میں سے تھے۔ انبالہ کی کمشنری میں سپرنٹنڈنٹ کے عہدے پر فائز تھے۔ سرہند کے خلیفہ خاندان سے بھی قرابت داری بھی تھی۔ راؤ سلیمان صاحب سے جب قبلہ سرکار کا تذکرہ سُنا تو آتشِ شوق بھڑکی اور داروغہ صاحب آپ کی قدم بوسی کے لئے کیتھل جا کر حاضر ہوئے اور وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ قبلہ سرکار لاہور میں بھی اُن کے گھر قدم رنجہ فرماتے تھے۔ داروغہ صاحب آپ کے مہمانوں کی خاطر مدارت کا بڑا اہتمام کرتے۔ ایک دن قبلہ سرکار پر خاص کیفیت طاری تھی۔ داروغہ صاحب خدمت میں حاضر تھے، خلوت میں ان سے فرمایا ''مانگو کیا مانگتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی ''مجھے دنیاوی جاہ و منصب کچھ نہیں چاہیے، صرف عشقِ الٰہی کا طلب گار ہوں''۔ آپ نے فرمایا ''جاؤ تمہیں دولت بخشی'' پھر فرمایا ''تمہیں سب کچھ بخشا''۔ داروغہ صاحب پر حالتِ جذب رہتا۔ داروغہ صاحب بیعت کے بعد صحیح معنوں میں خود کو مرشد گرامی کے سپرد کر دیا تھا۔ آپ کے ہر حکم کی تعمیل بے چوں چرا فرض اولین جان کر کرتے تھے۔ آپ کے مزار کی تعمیر میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ 29 شعبان 6 اگست 1977ء کو لاہور میں انتقال کیا اور مرشد کے قدموں میں مدفون ہوئے۔ مرشد کی توجہ سے انہیں وہ کچھ حاصل ہوا جس کی آرزو معراج انسانیت ہے۔

نہ پوچھو ہم کہاں پہنچے اور ان آنکھوں نے کیا دیکھا
جہاں پہنچے جو دیکھا دل کے اندر ہے

(۲) خان بابا:

حکیم محمد شاہ قریشی بدخشانی المعروف خان بابا نوجوانی میں ہی غیبی اشارہ پر بدخشاں (کابل) اعلیٰ حضرت شاہ کمال کیتھلی کے مزار کی زیارت کے لئے ہندوستان آئے اور اپنی عمر کا بڑا حصہ بارگاہِ کمالیہ میں گزارا۔ طریقت میں قبلہ عالم حضرت عبدالعلی شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ جلالت کی وجہ سے بحکم اعلیٰ حضرت زیادہ وقت حضرت شاہ سکندر روؤس محبوبِ الٰہی کے مزار پر گزارتے۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت صاحبِ جلال بزرگ تھے۔ لوگ زیادہ دیر اندر نہیں ٹھہرتے تھے۔ خان بابا بڑے طبیب نبض شناس تھے۔ اپنی آمدنی درگاہ شریف خرچ کرتے۔ شب زندہ دار عابد و زاہد انسان تھے۔ بدخشاں میں اپنے وطن قابل جا کر اپنے عزیز واقارب سے ملا کرتے تھے۔ مجرد تھے، شادی نہیں کی تھی، پارٹیشن کے بعد ڈیرہ غازی خان آئے۔ ذریعہ معاش حکمت تھا۔ 2 اکتوبر 1965ء میں انتقال ہوا۔ قبر دربارِ عالیہ قادریہ میں ہے۔

(۳) حاجی سلیمان نقشبندی جماعتی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ علی پوری کے صاحبِ مجاز خلیفہ تھے۔ ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر تھے۔ قبلہ سرکار سے عقیدت تھی۔ 14 فروری 1977ء میں انتقال ہوا۔

(۴) حاجی اشتیاق علی خاں:

چوتھی قبر حاجی اشتیاق علی خان صاحب کی ہے۔ یہ چھوچھک واس کے نواب فیملی میں سے تھے۔ بہت نیک انسان تھے۔ اللہ والوں سے محبت رکھتے تھے۔ ہر کسی کے کام آتے تھے۔ 1982ء میں انتقال ہوا۔

مرشد

سچی بات یہ ہے کہ میں روحانی موضوعات پر لکھنے کا اہل نہیں لیکن کبھی کبھار مہربانوں کا اصرار خامہ فرسائی پر مجبور کر دیتا ہے۔ مرشد ایک ایسا لفظ ہے جو ہمارے معاشرے میں اس قدر معروف ہے کہ اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں۔ مرشد صرف روحانی راہنما ہی نہیں ہوتا بلکہ روحانی تربیت بھی کرتا ہے اس لئے مرشد میں ان دونوں صلاحیتوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے کہ وہ راہنمائی بھی کرے اور ساتھ ساتھ تربیت بھی۔ گویا مرشد ایک طرح کا وسیلہ ہوتا ہے ورنہ تو ہر شے منجانب اللہ ہے اور وہ جیسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ شیخ ذوالفقار احمد نے اپنی کتاب تصوف وسلوک میں اس کی یوں وضاحت کی ہے ''مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں جہاد کرے''۔ ''مرشد عالم حضرت خواجہ غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیانات میں اس آیت کے تحت فرماتے تھے آسمان سے بارش کون برساتا ہے؟ اللہ مگر بادل وسیلہ بن جاتا ہے، اولاد کون دیتا ہے؟ اللہ، مگر ماں باپ وسیلہ بن جاتے ہیں۔ دل میں انوارات کون ڈالتا ہے؟ اللہ مگر پیرومرشد اس کا وسیلہ بن جاتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو'' (صفحہ ۳۶)

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ مرشد کا سچا اور کامل مرشد ہونا ضروری ہے اور اس کی پہچان کرنے میں زیادہ محنت نہیں لگتی اگر انسان کے دل میں لگن سچی ہو، بدقسمتی سے ہمارے ملک میں روحانیت کے نام پر اور پیری مریدی کے حوالے سے لوگوں نے دکانیں کھول رکھی ہیں اسی طرح جس طرح زندگی کے باقی شعبوں میں شعبدہ بازی، دھوکہ بازی اور ملاوٹ کا سلسلہ جاری ہے۔ اس لئے اس راہ میں احتیاط پہلا قدم ہے اور یہ ایسی راہ ہے جہاں قدم قدم پر قلب انسان کی راہنمائی کرتا ہے اگر وہ صحیح معنوں میں اپنے رب سے راہنمائی مانگے۔ پیری مریدی کی تجارت کرنے والوں اور گنڈے تعویذ کا کاروبار کرنے والوں نے روحانیت کے آب زم زم کو گدلا اور مکدر کر دیا ہے اور ان میں اکثر اس قدر تجربہ کار واقع ہوئے ہیں کہ انسان دھوکہ کھا جاتا ہے اس لئے احتیاط اور پہچان لازم ہے۔ پہچان

کے حوالے سے حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''کشف المحجوب'' بہترین راہنما ہے۔ حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اصول واضح طور پر بیان کیا ہے کہ پہچان کے حوالے سے سب سے بڑا اصول شریعت کی پابندی ہے کیونکہ کوئی مسلمان بھی شریعت سے بالاتر نہیں چنانچہ سب سے پہلے یہ دیکھنا اور غور سے دیکھنا لازم ہے کہ کیا وہ شخص سختی سے شریعت کا پابند ہے اور روحانیت کے آداب کا خیال رکھتا ہے۔ ذرا غور کریں تو تصنع اور اصل کا فرق واضح ہو جاتا ہے اور بناوٹی پیر کا راز فاش ہو جاتا ہے۔ ہمارے ایک بزرگ کہا کرتے تھے کہ اگر کسی کی محفل میں بیٹھ کر آپ کا دل نیکی کی طرف راغب ہو، ذکر اذکار کی جانب میلان بڑھے تو سمجھ لیجئے کہ وہ شخص ولی اللہ ہے لیکن لیکن اگر اس قسم کی واردات قلبی کا تجربہ نہ ہو تو اس کی دو وجوہ ہوتی ہیں۔ اول شیخ، شیخ کامل نہیں یا محض دکھاوے کا کھیل ہے، دوم اگر وہ صحیح معنوں میں ولی اللہ ہے تو پھر آپ پر توجہ نہیں۔ توجہ حاصل کرنے کے لیے محبت کرنی پڑتی ہے اور صاحب نظر جب تک آپ کے خلوص، پاکیزگی اور سچی لگن کا قائل نہیں ہوتا اس کی توجہ حاصل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ اب آپ پوچھیں گے کہ خلوص اور لگن کا کیسے پتا چلتا ہے تو یقین رکھیئے کہ شیخ کی نگاہ قلب پر ہوتی ہے اور اسے نہ ہی صرف آپ کی قلبی کیفیت کا علم ہوتا ہے بلکہ آپ کے ذہن سے گزرنے والے خیالات کسے بھی آگاہ ہوتا ہے۔

مشکل یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے رزق افراط سے دیا ہوا ہے اُسے بھوک کا اندازہ کیسے ہو جب تک وہ روزہ نہ رکھے جس شخص نے کبھی سمندر دیکھا ہی نہیں وہ سمندر کی وسعت کا اندازہ کیسے کرے گا۔ اسی لئے یہ عرض کرتا ہوں کہ اس میدان میں تجربہ اور مشاہدہ کے بغیر ان احوال کی سمجھ نہیں آتی جب تک کوئی واردات آپ پر بیتی نہ ہو آپ اس واردات کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ اس لئے جب روشن خیال روحانی معاملات کا تمسخر اڑاتے ہیں اور بعض اوقات دینی پس منظر کے باوجود اس کی نفی کرتے ہیں تو مجھے ان کے ساتھ ہمدردی پیدا ہوتی ہے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو اس راہ کے مسافر ہی نہیں، وہ نہ کبھی اس کے متلاشی

ہوئے، نہ کبھی ان میں روحانیت کی سچی لگن پیدا ہوئی اور نہ ہی کبھی ولی کامل سے پالا پڑا، اس لئے ان سے انکار ان کا حق ہے۔ انہوں نے کبھی روزہ رکھا ہی نہیں، وہ بھوک کا اندازہ کیسے کریں، انہوں نے کبھی سمندر دیکھا ہی نہیں وہ پانی کی وسعت اور بیکراں وسعت کا تصور کیسے کریں؟ اس لئے ان کے بے خبری اور تمسخر سے رنجیدہ خاطر ہونے کی ضرورت نہیں۔

بات ہو رہی تھی توجہ کی، یہ مسئلہ بڑا نازک اور وضاحت طلب ہے کہ لوگ ولی کامل کی مجلس میں رہنے کے باوجود محروم کیوں رہتے ہیں؟ میں نے خود دیکھا ہے کہ ایک ہی ولی کے قدموں میں بیٹھنے والے کچھ حضرات نامراد رہتے ہیں اور کچھ حضرات بامراد ہو جاتے ہیں، جن کو شیخ کی توجہ ملی ان کے باطن کا گند صاف ہو گیا اور جن کے قلوب پر شیخ کی نگاہ نہیں پڑی وہ بدستور تاریک یا نیم تاریک رہے۔ ویسے تو یہ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے لیکن اس نصیب کو بنانے یا سنوارنے میں انسان کا اپنا خلوص، قلبی لگن اور محنت خاصا اہم کردار سرانجام دیتی ہے۔ میں نے ایک ایسا نیم مجذوب بھی دیکھا جس کے پاس آنے والے کچھ عقیدت منداسے ولی کامل سمجھتے تھے۔ ان کی مرادیں پوری ہوتیں اور انہیں راہنمائی اور توجہ بھی ملتی تھی اور کچھ حضرات اس کی حالت ظاہری دیکھ کر شاکی ہو جاتے تھے۔ جس دل میں شک پیدا ہو جائے وہ بہرحال نگاہ اور توجہ کا اہل نہیں رہتا۔ دوسری طرف شیخ کی نگاہ انسان کے قلب پر ہوتی ہے اور وہ اس کی تمام کیفیات سے آگاہ ہوتا ہے۔ اسی لئے عرض کرتا ہوں کہ راہ سلوک کے راہیوں اور مسافروں میں خلوص اور لگن بنیادی شرائط ہیں۔ شکر الحمدللہ مجھے ایسی ہستیوں کے قدموں میں بیٹھنے کا موقع ملا جہاں آپ کے ذہن میں اٹھنے والے سوال کا جواب اسی لمحے اور فوراً مل جاتا تھا اور بعض اوقات انسان حیرت زدہ رہ جاتا تھا کہ انہیں فوراً اس بات کا پتہ کیسے چلا جو آپ کے نہاں خانہ دل میں تھی۔ ان کی تفصیلات میں جانا مناسب نہیں سمجھتا اور نہ ہی میں اس کا اہل ہوں لیکن اگر شیخ آپ کی قلبی کیفیت کو سمجھ جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شیخ کامل ہے اور آپ کو اس کی توجہ بھی حاصل ہے۔ یاد رکھیے کہ روحانی ہستیوں کا مقصد صرف اور صرف شریعت پر اپنی اصل روح

کے ساتھ عمل کروانا ہوتا ہے۔ وہ نمود و نمائش سے دور بھاگتے ہیں اور وہ ہر قسم کے طمع سے پاک ہوتے ہیں۔

مرشد اور مرید کے درمیان عشق اور محبت اور عقیدت کا رشتہ اتنا مضبوط اور گہرا ہوتا ہے کہ اس کے سامنے دنیاوی رشتے ہیچ ہوتے ہیں۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ جیسے ولی کامل مرشد کے دیدار کو لاکھ حجوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔ مرشد دا دیدار ہے باہو، لکھ کروڑاں حجاں ہو اور میاں محمد بخش جیسے ولی اللہ کہتے ہیں کہ میں تو گلیوں کا کوڑا کرکٹ تھا مجھے سائیں نے محل میں بٹھا دیا۔ مطلب یہ کہ میں تو گلی کی خاک تھا لیکن مرشد کی نظر نے مجھے خاک سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دیا۔ حق یہ ہے کہ مرشد کا ملنا امر ربی ہے، خوش قسمتی ہے اور مرشد قلبی خلوص لگن اور محنت کے بغیر نہیں ملتا، جب سچا مرشد مل جائے تو پھر وہ مرید کے احوال پر نظر رکھتا ہے اور دراصل مرشد کامل وہی ہوتا ہے جو مرید کے احوال پر نگاہ رکھے، جہاں اس سے لغزش ہو اسے طریقے سے تنبیہ کرے اور راہ راست پر لائے۔ یہی وہ تربیت ہے تو گلی کے کوڑے کو محل میں بٹھا دیتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ناپاک زمین کے پاک ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اتنی بارش برسے کہ گندگی کو بہا لے جائے۔ دوسرا اتنا سورج چمکے کہ نجاست کو جلا دے اور اس کا نام و نشان مٹا دے۔ اسی طرح قلب کی زمین کے لئے دو چیزیں ہیں۔ ایک ذکر الٰہی جس کی مثال بارش کی سی ہے۔ دوسرا شیخ کامل جس کی مثال سورج کی سی ہے۔ ذکر سے دل صاف ہوتا ہے اور شیخ کامل کی توجہات سے بھی۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں کامل مرشد ملتے ہیں اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں مرشد کو پانے کی امنگ، آرزو اور تڑپ پیدا ہوتی ہے۔

(ڈاکٹر صفدر محمود، روزنامہ جنگ)

امن کی آشا

الحمدللہ! راقم کو اس خطہ ارض میں آسودہ خاک سے بہت سے بزرگان دین کے مزار مرقد پر حاضری کا موقع ملا ہے۔ بین المذاہب محبت اور بھائی چارے کا جو درس وہ اپنی زندگیوں میں دے گئے تھے ان کے دربار آج بھی اس کی خوشبو سے مہک رہے ہیں۔ دہلی میں خواجہ نظام الدین اولیاء کے مزار پر ایک سکھ بینکر سے ملاقات ہوئی۔ جو پتنی اور پتری کے ہمراہ حاضری کے لئے آیا تھا۔ وجہ پوچھی تو کہنے لگا ''یہ ولی، بزرگ، گورو، مہنت سب کے سانجھے ہیں، سب کو دیتے ہیں، سب کی مرادیں پوری کرتے ہیں، ہم پر بھی ان کا کرم ہے، سو جب بھی وقت ملتا ہے ماتھا ٹیکنے آجاتے ہیں''۔ ایک بڑی عمر کے ہندو سے پوچھا تو کہنے لگا ''یہاں آکر مجھے سکون ملتا ہے کہ گویا میں ایک نہایت ہی مشفق ہستی کے سایہ عاطفت میں آگیا ہوں''۔ ایک اور ادھیڑ عمر آدمی کو دیکھا کہ مزار کی پکی پائنتی بیٹھا زاروقطار رو رہا ہے اور ہچکی بندھی ہے۔ وجہ دریافت کی تو بولا ''باپو گجر گیا، اس کی مکتی کے لئے نجام کے ہاں عرجی دی ہے، گریب آدمی ہوں، ہردوار جا نہیں سکتا، نجام تو بغل میں ہے۔'' دہلی میں واقع ایک اور ولی اللہ مخدوم نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی کے مزار پر بھی بلاتمیز مذہب ہندوؤں، سکھوں، مسلمانوں کو حاضری دیتے دیکھا، نو بیاہتا جوڑے خاص طور پر آتے ہیں، کچے ناریل کا چڑھاوا چڑھاتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں۔ مزار کے ایک گوشے میں آنکھیں موندے، دھیان گیان میں محو ایسے ہی ایک ہندو جوڑے سے آمد کی وجہ پوچھی تو بولے، نئے سفر کا آغاز کرنے والے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ شادی کے جوڑے کی یہاں حاضری سے ازدواجی زندگی اچھی گزر جاتی ہے اور آنے والے برسوں میں گود بھی بھر جاتی ہے''۔ عام لوگوں کے یہی تاثرات ہریانہ کی ہر دو خانقاہوں حضرت بوعلی شاہ قلندر پانی پتی اور حضرت شاہ کمال کیتھلی کے بارے میں پائے جاتے ہیں۔

سفارت نامہ ریاض احمد سید

روزنامہ جنگ، 2 اپریل 2010ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ عالیہ قادریہ

اے خدائے پاک، اے پروردگار دو جہاں   ہو نہیں سکتی تیری توصیف بندہ سے بیاں

تیری ہستی کو پہنچ سکتے نہیں وہم و گماں   ذرے ذرے میں مکیں ہے گو کہ ہے تو لامکاں

رحم کر یا رب شہ خیر الوریٰ کے واسطے

اور کرم کر عاجزوں پہ مصطفیٰ کے واسطے

سہل ہو جاتی ہیں تیرے نام سے دشواریاں   دور ہو جاتی ہیں تیرے ذکر سے بیتابیاں

تو اگر ہو مہرباں تو ہو زمانہ مہرباں   فضل کرتا ہے تیرا قطرے کو بحر بیکراں

فضل کر ہم پر بحق آل و اصحابِ رسولؐ

مرتضیٰؓ و فاطمہؓ خیر النساء کے واسطے

دل میرا تاریک ہو جب گردش ایام سے   روشنی دے اسکو عشقِ بانی اسلام سے

کام اب مجھ کو نہ ہرگز فکر صبح و شام سے   صبر و اطمینان حاصل ہو تو تیرے نام سے

حضرت حسنینؓ، زین العابدینؒ! باقر امامؒ

جعفرؒ و کاظم علیؒ ، موسیٰ رضاؒ کے واسطے

دل اگر بخشا ہے دل کو دولتِ ایمان دے   آنکھ بخشی ہے تو اس کو دید کی پہچان دے

جوش ہو جس میں شہادت کا وہ مجھ کو جان دے   شان ہو اسلام کی جس میں وہ مجھ کو شان دے

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سری و سقطی رحمۃ اللہ علیہ ولی

ہم جنید رحمۃ اللہ علیہ و شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ مقتدا کے واسطے

نور دو عالم میرے مقصود کی منزل میں ہو   یعنی محبوبِ خداؐ کا درد میرے دل میں ہو

شوق و ارمانِ شہادت میرے آب و گل میں ہو   راہبر تعلیم قرآن میری ہر مشکل میں ہو

بوالفضل بو یوسف وطرطوسی و قرشی ولی
بوالحسن اور بوسعید اہل ہدا کے واسطے

میرے دل میں گھر بنا رکھے تمنائے نماز   ریشمی بستر سے پیاری ہو مجھے جائے نماز
مجھ کو اہل دل پکاریں بادہ پیمائے نماز   رنج و راحت میں ہمیشہ یاد آ جائے نماز

سید سلطان عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ محبوبِ حق
غوث محی الدین نورِ مصطفیٰ کے واسطے

یاد ماضی ہو اگر شرمندگی میرے لئے   فکرِ مستقبل میں ہو تابندگی میرے لئے
دردِ تابندہ میں ہو پائندگی میرے لئے   ہو جوانی ایک شمع زندگی میرے لئے

تاجِ دیں عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ وشرفِ دیں عبدالوہاب
شاہ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ ولی خوش لقا کے واسطے

غوثِ اعظم کی محبت میں مِرا دل چور ہو   گوشہ گوشہ اس کا ایسے درد سے معمور ہو
رات کی تاریکیوں میں جس سے پیدا نور ہو   ذرہ ذرہ جس سے رشکِ جلوۂ صدطور ہو

شہ عقیل و شہ شمس الدین شہ رحمان گدا
شمس الدین ثانی گدائے مرتضیٰ کے واسطے

جان وہ دے جو کروں نذرانۂ پیرانِ پیر   دل عطا کر وہ کہ وہ دیوانہ پیرانِ پیر
آنکھ وہ دے جو بنے پروانہ پیران پیر   مجھ کو مل جائے در میخانۂ پیران پیر

از طفیل حامی دیں سید شاہ فضیل
شاہ کمال الدیں جلیل اصفیا کے واسطے

جب شفیع امتِ عاصی ہوں محبوبِ خدا   ہم کو شرمندہ کہیں کر دے نہ آئین خطا
جن گنہگاروں کو ہے تیرے کرم کا آسرا   سایہ دامن انہیں تیرا ہی ہو جائے عطا

از طفیل شاہ سکندر ہادی روشن ضمیر
شاہ محبّ اللہ پیر ذی العلا کے واسطے

چاہتا ہوں دین و دنیا میں رہوں میں سرفراز میرا دل میرے لئے ہو باعثِ صد فخر و ناز
اور سینہ ہو میرا آئینہ عجز و نیاز میری آنکھوں کو عطا ہو سرمۂ خاکِ حجاز

پیر راہِ معنوی سید محمد شاہ علی
شاہ کبیر الدین عابد مہ لقا کے واسطے

نغمۂ بلبل میں سوزِ زندگی پیدا کروں اور رنگِ گل میں ذوق تازگی پیدا کروں
مجھ کو دے توفیق دل میں بے کلی پیدا کروں بے کلی میں بھی جو چاہوں چاشنی پیدا کروں

دے مجھے عشق نبیؐ بہر شہ بالائے ماہ
شاہ حسن الدین نورِ حق نما کے واسطے

ہو عطا قدرت کہ قدرت کے الٹ ڈالوں نقاب اور اگر چاہوں تو ذروں کو بنا دوں آفتاب
جس طرف دیکھوں ادھر برسے محبت کی شراب جن گنہگاروں پہ چاہوں کھول دوں رحمت کے باب

واقفِ خفی و جلی سید محمدؐ شاہ علی
حضرت سید علی اہل صفا کے واسطے

جسم ہو میرا کہیں دل تو مگر کیتھل میں ہو جبکہ میرے ساقی عالی کا در کیتھل میں ہو
یعنی میری آرزوؤں کا گھر کیتھل میں ہو لطف تو جب کہ دل کے ساتھ سر کیتھل میں ہو

دے عبادت کی مجھے توفیق اے رب غفور
حضرت عبدالعلی نورِ حیا کے واسطے

ہے میرا ساقی علی احمد جو عالی نام ہے ساری دنیا پر میرے ساقی کا فیض عام ہے
اس کا اندازِ نظر ہی معرفت کا جام ہے ہو نظر عظمت علی بھی بندۂ بے دام ہے

کر عطا یا رب، مری شمع ارادت کو فروغ
شہ علی احمد گل شاخِ ہدا کے واسطے

آرزوئیں عظمتِ احقر کی بھی ہوں بارور تیرے در سے اُٹھ گیا خالی تو جائیگا کدھر
اس پہ بھی ہو جائے تیرے لطف و رحمت کی نظر اس کو وہ عظمت عطا ہو رشک کھائیں تاجور

دے اماں یارب مجھے اس نفس اور شیطان سے
خاندانِ قادرِ غوث العلاء کے واسطے

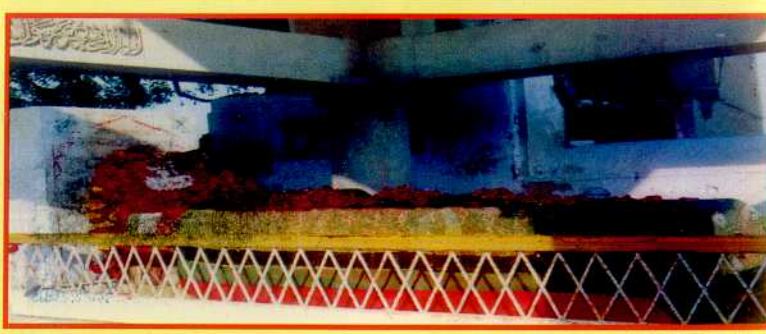
ختم شریف غوثیہ

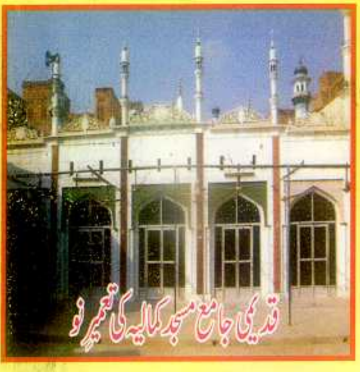
- ☆ الحمد شریف ۱۱۱ بار
- ☆ درود شریف ۱۱۱ بار
- ☆ سوئم کلمہ تمجید ۱۱۱ بار
- ☆ خد بیدی شیئاً للہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی المدد ۱۱۱ بار
- ☆ سورۃ یٰسین ایک بار
- ☆ سورۃ الم نشرح ۷ بار
- ☆ یا باقی انت الباقی ۱۱۱ بار
- ☆ یا کافی انت الکافی ۱۱۱ بار
- ☆ یا شافی انت الشافی ۱۱۱ بار
- ☆ یا کافی انت الہادی ۱۱۱ بار
- ☆ یا حضرت شاہ محی الدین مشکلکشاء بالخیر ۱۱۱ بار
- ☆ یا حضرت غوث اغثنا باذن للہ ۱۱۱ بار
- ☆ سہل فسہل یاالٰہی کل صعب بحرمت سید الابرار ۱۱۱ بار
- ☆ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ ۱۱۱ بار
- ☆ امداد کن امداد کن از رنج وغم آزاد کن در دین و دنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر ۷ بار
- ☆ مشکلات بے حد داریم ماشیئاً للہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پیرما ۷ بار
- ☆ درود شریف ۱۱۱ بار
- ☆ الحمد شریف ۱۱۱ بار
- ☆ ذکر نفی اثبات
- ☆ ذکر اسم ذات





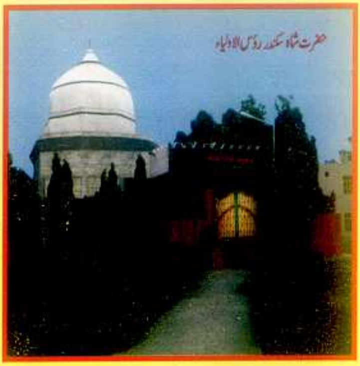





قدیمی جامع مسجد کمالیہ کی تعمیرِ نو




مسجد کمالیہ میں آپ ؒ کی عبادت کا حجرہ نظر آرہا ہے


حضرت شاہ سکندر رئیس الاولیاء


گیارہویں والے بڑے پیر کا مزار (لدھیانہ، انڈیا، پنجاب)
(ان کا ستمبر میں میلہ لگتا ہے، اسے روشنی کا میلہ اور بڑے پیر کا میلہ بھی کہتے ہیں)



تبرکاتِ بزرگانِ کیتھل شریف، دربار عالیہ قادریہ ڈیرہ غازیخاں



عکس تحریر حضرت علیؓ



حمائل شریف از دست مبارک
حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ





خانقاہ عالیہ قادریہ میں ایک تبرک بعکس تحریر حضور غوث پاکؒ

شجرہ عالیہ قادریہ

اے خدا کر رحم ذات کبریا کے واسطے ۔۔۔ عاجزوں پر ہو کرم خیر الوریٰ کے واسطے

فضل کر ہم پر بحق آل و اصحاب رسول ﷺ ۔۔۔ مرتضیٰؓ و فاطمہؓ خیر النساء کے واسطے

حضرت حسینؓ زین العابدینؓ باقرؓ امام ۔۔۔ جعفرؓ و کاظم علیؓ موسیٰ رضاؓ کے واسطے

حضر معروف کرخیؓ سری وسقطیؓ ولی ۔۔۔ ہم جنیدؓ و شیخ شبلیؓ مقتدا کے واسطے

بو الفضلؓ بو یوسفؓ و طرطوسیؓ و قرشیؓ ولی ۔۔۔ بو الحسنؓ اور بو سعیدؓ اہل ہدیٰ کے واسطے

سید سلطان عبدالقادرؓ محبوب حق ۔۔۔ غوث محی الدین نور مصطفےٰ کے واسطے

تاج دین عبدالرزاقؓ وشرف دین عبدالوہابؓ ۔۔۔ شاہ بہاء الدینؓ ولی خوش لقا کے واسطے

شاہ عقیلؓ وشاہ شمس الدینؓ وشاہ رحمانؓ گدا ۔۔۔ شمس الدینؓ ثانی شہ ملک غنا کے واسطے

شاہ گدا رحمانؓ ثانی حضرت شا فضیلؓ ۔۔۔ رہنمائے راہ تسلیم و رضا کے واسطے

شاہ کمال قادریؓ سر تاج عشاق جہاں ۔۔۔ اس معین دین و دنیا غم رُبا کے واسطے

مخزن سرِ ولایت شاہ سکندر کیتھلیؓ ۔۔۔ پیر لاثانی رؤس اولیاء کے واسطے

شاہ محبؓ اللہ و سید محمد شاہ علیؓ ۔۔۔ شاہ کبیر الدین عابدؓ مہ لقا کے واسطے

دے مجھے عشق نبیؐ بہر شہ بالائے ماہ ۔۔۔ شاہ حسین الدینؓ نور حق نما کے واسطے

واقف خفی و جلی سید محمد شاہ ولیؓ ۔۔۔ حضرت سید علیؓ نور خداؓ کے واسطے

دے عبادت کی مجھے توفیق اے رب غفور ۔۔۔ حضرت عبدالعلیؓ نور حیا کے واسطے

کر عطا یارب مری شمع ارادت کو فروغ ۔۔۔ شاہ علی احمدؓ گل شاخ ہدیٰ کے واسطے

یا الٰہی دے مجھے فکر دو عالم سے نجات ۔۔۔ حضرت مقبول احمد راہنما کے واسطے

دے اماں یارب ہمیں اس نفس اور شیطان سے ۔۔۔ خاندان قادر غش العلاء کے واسطے